صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز سوموار مورخہ 28 جون 2021ء بمطابق 17 ذیقعدہ 1442 ہجری بعداز دوپہر دو بجکر چالیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، مشتاق احمد غنی مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔

اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوۡدٌ O وَاِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیۡدٌ O وَاِنَّہٗ لِحُبِّ الۡخَیۡرِ لَشَدِیۡدٌ O اَفَلَا یَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ O وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوۡرِ O اِنَّ رَبَّہُمۡ بِہِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّخَبِیۡرٌ۔

(ترجمہ): حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔ اور وہ خود اِس پر گواہ ہے۔ اور وہ مال و دولت کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے۔ کرلے۔ تو کیا وہ اُس حقیقت کو نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ (مدفون) ہے اُسے نکال لیا جائے گا۔ اور سینوں میں جو کچھ (مخفی) ہے اُسے برآمد کر کے اس کی جانچ پڑتال کی جائے گی؟۔ یقیناً اُن کا رب اُس روز اُن سے خوب باخبر ہو گا۔ و آخرُ الدعوانا أنِ الحمدُ لِلّٰہِ ربِّ العٰلمین۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: Leave applications: جناب ریاض خان صاحب سپیشل اسسٹنٹ، آج کے لئے، جناب شاہ فیصل خان ایم پی اے 28 جون اور 29 جون 2021 کے لئے، سید فخر جہان صاحب ایم پی اے، آج کے لئے، محترمہ سمیرا شمس صاحبہ ایم پی اے، آج کے لئے، جناب نذیر احمد عباسی صاحب ایم پی اے، آج کے لئے، جناب فضل حکیم خان صاحب ایم پی اے، آج کے لئے، جناب انور حیات خان صاحب ایم پی اے، آج کے لئے، سید اقبال صاحب ایم پی اے، آج کے لئے، نوابزادہ فرید صلاح الدین صاحب ایم پی اے، آج کے لئے، جناب بابر سلیم خان ایم پی اے، آج کے لئے، جناب مصور خان صاحب ایم پی اے، آج کے لئے، جناب سردار خان صاحب ایم پی اے، آج کے لئے۔

Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: Leave is granted.

ہشام انعام اللہ خان صاحب کی بھی Leave ہے۔

ضمنی بجٹ برائے مالی سال 21-2020ء پر عمومی بحث

Mr. Speaker: Let we open the debate on supplementary budget; I request honorable Opposition Leader.

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ ضمنی بجٹ سے پہلے میں دو چار باتیں آپ کی وساطت سے کرونگا، پرسوں میں نہیں تھا، میرے ایک دوست عباس آفریدی کی بیٹی کی شادی تھی، اس کے لئے میں گیا تھا، وزیر اعلیٰ صاحب نے اپوزیشن لیڈر کے حوالے سے اسمبلی فلور پر کچھ باتیں کیں، اس دن وہ ہمارے چیمبر میں آئے تھے، ہم نے ان کی جتنی بھی ہو سکتی تھی عزت افزائی کی۔ یہاں پر جب میں آیا تو میں نے اکبر ایوب صاحب کو کہا کہ بجٹ کے حوالے سے میں دو موضوعات پر بات کرونگا، میرا مقصد یہ تھا کہ وہ پھر وزیر اعلیٰ کو بتادینگے۔ میں نے ایک بات یہ کی، چونکہ بجٹ میں زیادہ تر ذمہ داری ایڈیشنل چیف سیکرٹری اور پلاننگ سیکرٹری کی ہوتی ہے، میں شہاب علی شاہ کے بارے میں بات کرونگا۔ دوسری بات میں یہ کرونگا کہ یہاں پر اکبر ایوب صاحب اور ہمارے درمیان تجاوزات کے حوالے سے جو بات ہوئی تھی، اس کے لئے پھر یہ Decision ہوا کہ ہائی کورٹ کے جج کے ذریعے اس کی تحقیقات کریں گے، اس پر پھر 29 مئی کو آپ کے سیکرٹری نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو خط بھی لکھا، جب اکبر ایوب صاحب نے وزیر اعلیٰ سے بات کی تو وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ یہ نہ

کہیں میں نے کہا ہے، ہم بجٹ پر ضرور بات کریں گے، بجٹ میں ذمہ داری جس کی بنتی ہے اس پر بھی بات کریں گے، اس نے مجھے ایک بات کی، اکبر ایوب صاحب نے کہا کہ آپ کا جو کمیشن والا مطالبہ ہے وہ ہمیں لیٹ پہنچا ہے، لہذا میں سوموار کو آکر ان شاءاللہ اپنے سیکرٹری سے دستخط کرا کے سی ایم سے بھی دستخط کرونگا، پھر وہ ہم آگے بھیج کر چیف جسٹس کسی جج کی تقرری کرے گا۔ ابھی مجھے اکبر ایوب صاحب نے بتا دیا کہ وہ ہو گیا ہے، میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔۔۔

<u>ایک رکن</u>: وہ تو بیمار ہے۔

<u>قائد حزب اختلاف</u>: اچھا بیمار ہے، اللہ تعالیٰ ان کو شفا دے۔ دوسری بات یہ ہوئی، چیف منسٹر نے کہا کہ وہ مجھے الگ بتائیں، یہ بات اسمبلی فلور پر نہ کریں، میں نے ان کو الگ بتا دی، ان کو پہنچا دی، یہ ذمہ داری ان کی بنتی تھی کہ وہ مجھے کہتے کہ چیمبر میں آکر اس پر بات کرتے ہیں، اس نے یہ بات کی کہ وہ میرے پاس آ جائیں۔ جناب سپیکر صاحب، نہ میری عمر اس پوزیشن میں ہے کہ میں وزیر اعلیٰ کے پاس جاؤں، نہ میری سیاسی شخصیت اس کے قابل ہے کہ میں اس کے پاس جاؤں، میں نے ساری زندگی محنت کی ہے، اس عمر میں کسی کے پاس میں جانے والا نہیں ہوں، میں نے محنت کی ہے، اس وقت میرے پاس لوگ آتے ہیں، میں نے کبھی کسی کے پاس اس عمر میں جانا نہیں ہے، جب وزیر اعلیٰ کو ضرورت پڑی، میں نے دو سال سے ان کو فون بھی نہیں کیا لیکن ان کو جب ضرورت پڑی تو میرے چیمبر میں ان کو آنا پڑا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ لوگ میرے پاس آتے ہیں، میں کسی کے پاس جانے والا نہیں ہوں۔ میں اس کرسی کا بے حد احترام کرتا ہوں، چونکہ اس کرسی پر میں بھی بیٹھا ہوں، اس پر ہمارے صوبے کے بڑے بزرگ بھی بیٹھے ہیں، ایک آپ کی چیئر ہے، ایک ہے چیف منسٹر کی چیئر پارلیمانی روایات میں آپ کی بھی بہت بڑی عزت ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کی بھی۔ اس نے پھر ایک دو باتیں کیں، مجھے عجیب سا لگا کہ اس نے کس طرح یہ باتیں کیں، مجھے یہ باتیں زیب نہیں دیتی، بجٹ پر ہم کیوں باتیں کر رہے ہیں؟ ہم غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں، کرپشن کی بھی نشاندہی کرتے ہیں، نااہلی کی بھی نشاندہی کرتے ہیں۔ پلاننگ ڈیپارٹمنٹ چونکہ وزیر اعلیٰ کے پاس ہے، مجھے خوشدل خان صاحب نے بھی کہا کہ آج شکر ہے وزیر اعلیٰ صاحب موجود ہیں، وہ بجٹ پر ہمیں خود جواب دینگے لیکن جب میں نے بات نہیں مانی تو وہ باہر نکل گئے اور چلے گئے۔ یہاں پر ایک بات انہوں نے کی، مجھے اس بات کا بہت افسوس ہوا، وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے اگر میں یہاں پر ہوتا تو ماحول کچھ اور ہوتا۔ جناب سپیکر صاحب، یہ ہمیں ڈرانے کی باتیں کرتے ہیں، اس عمر میں اور اس پوزیشن

میں کوئی ہمارے بارے میں سوچتا ہے کہ میں ڈر جاؤں، یہ وہ حالات ہوتے ہیں، میں آپ کے توسط سے بتارہا ہوں کہ جانی خیل میں سنگین حالات ہیں، لوگ مر جائیں گے، مجھے یہاں پر منسٹر صاحب نے کہا کہ وہ ذاتی مسئلہ ہے، اس آدمی کے بارے میں میں نے کہا، میں نے آپ کو یہ باتیں پہنچانی تھیں، اس کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ بھی کہا کہ پختون روایات میں یہ نہیں ہے، میں وزیر اعلیٰ سے یہ بات پوچھتا ہوں کہ پختون روایات میں یہ ہے کہ باپ کا جنازہ اٹھاتے ہوئے بیٹے، بھائی، چچا اور رشتہ داروں پر شیلنگ ہو، یہ ہماری پختون روایات ہیں؟ اس پر جو چار لوگ مر جائیں، شہید ہو جائیں، یہ ہماری روایات ہیں؟ جب یہاں آپ سے تھوڑی سی تلخ کلامی ہوئی اور وہ چیمبر میں بیٹھے تھے، اس نے دو تہائی اکثریت لی، یہ پختون روایات میں ہے کہ انہوں نے نگہت اورکزئی کو تھپڑ لگایا، کبھی کسی پختون روایات میں کسی نے خاتون کو تھپڑ مارا ہے؟ یہاں پر مجھے کسی نے کہا کہ تقریر پر کل بیوروکریٹس بھی تالیاں بجاتے تھے، ویڈیو میرے پاس آئی ہے، میں نے بیوروکریٹس کی جتنی عزت کی ہے اس صوبے میں کسی چیف منسٹر نے نہیں کی ہے، آپ میرے ساتھ تھے لیکن کچھ اس طرح کے لوگ ضرور ہوتے ہیں کہ وقت کے ساتھ تالیاں بجاتے ہیں، پختون روایات میں یہ ہے کہ یہاں پر ہمارا اجمل خان اپنی بیوی بچوں کے ساتھ گاؤں جارہے ہیں، ایم پی اے ہیں، اس کی چیف منسٹری میں پولیس والا ان کی بیوی کی خاطر پختون روایات کا خیال نہ رکھے؟

<u>ایک رکن</u>: جناب سپیکر! ۔۔۔۔

<u>قائد حزب اختلاف</u>: بیٹا، میں آپ سے مخاطب نہیں ہوں، آپ ویسے ذاتیات پر جارہے ہیں، آپ ذاتیات پر نہ جائیں، ہم آپس میں ایک گاؤں کے لوگ ہیں، پھر گاؤں میں بھی بات کرتے ہیں۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: No cross talk، آپ تشریف رکھیں۔ جی درانی صاحب۔

<u>قائد حزب اختلاف</u>: ابھی تک مجھے پتہ نہیں چلا، آپ نے کہا، ان کو مورد الزام ٹھہرایا، اجمل خان خان کی بیوی جو ہماری بہن، ہماری بیٹی کی بے عزتی ہوئی تھی، آیا ابھی تک پختون روایات میں اس پر کسی کو سزا ملی ہے؟ یہ بھی میں پوچھونگا جناب سپیکر صاحب، اگر میں کوئی بات کرتا ہوں تو میرے پاس ثبوت ہوتے ہیں، میں نے اگر شہاب علی شاہ کی بات کی ہے، میرے پاس ثبوت ہے، As a Opposition Leader اللہ تعالیٰ سب لوگوں کا محسن ہے، میں ان کا محسن ہوں، میرے حلقے میں اس نے کام کر کے بیچ دیئے ہیں، میں لسٹ بتادونگا، وزیر اعلیٰ کو چاہیئے کہ وہ مجھ سے پوچھیں کہ شہاب علی شاہ پر کیا اعتراض ہے، آیا میری کوئی ذاتیات ہیں؟ سیٹھ وقار چیف جسٹس کی بھی شہاب علی شاہ کے ساتھ ذاتیات تھیں؟ اس کی رپورٹ

میں شہاب علی شاہ نے ڈبل تنخواہ لی ہے، بی آر ٹی سے بھی لی ہے، کمشنر پشاور اور پلاننگ سیکرٹری کی بھی لی ہے، مجھے آپ یہ بتادیں کہ ڈبل تنخواہ لینا کس قانون میں جائز ہے؟ یہ رپورٹ میرے پاس ہے، آج ہم سے وہ بھول گئی، وہ اسمبلی میں لاؤنگا، وہ مجھے وکلاء نے دی ہے، اگر کرپشن نہ کی ہو تو پھر سپریم کورٹ میں Stay کی کیا ضرورت ہے؟ میں اپنے چند وزراء کو داد دیتا ہوں، جب انہوں نے کرپشن کے خلاف بات کی، انہوں نے کہا کہ ہم نے زندگی گزاری ہے تحریک انصاف میں، ہم اس کرپشن کو نہیں دیکھ سکتے۔ وزیر اعلیٰ نے یہ بھی کہا کہ میں اس صوبے سے کرپشن کا خاتمہ کرونگا تو پھر ایک مشیر اور تین چار وزراء کو کیوں نکالا؟ انہوں نے کوئی غلط کام نہیں کیا تھا، انہوں نے صرف یہ نشاندہی کی کہ ہمارے صوبے میں کرپشن ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس صوبے میں تجاوزات تھے، میں خود اس کے ساتھ ہوں، تجاوزات پر ہمارے بنوں میں علی اصغر ڈپٹی کمشنر نے وہاں پر تجاوزات کے خلاف آپریشن کیا، ہم نے ساتھ دیا، یہاں پر جب میں اٹھا تو تجاوزات اور الاٹمنٹ میں فرق ہوتا ہے، چیف سیکرٹری نے تمام اضلاع کو جو خط لکھا ہے اس میں یہ ہے کہ اگر ویال کے ساتھ کہیں پر بھی Encroachment ہے اس کو ہٹادیں، اگر روڈ کے ساتھ کہیں پر بھی Encroachment ہے اس کو ہٹادیں، چیف سیکرٹری نے اس لیٹر میں یہ نہیں کہا کہ آپ لوگوں کی املاک کو Demolish کریں، اس پر بھی میں نے یہاں پر حکومت سے ریکویسٹ کی کہ اس کے لئے جوڈیشل کمیشن بنایا جائے، ابھی ایک مہینہ ہوا ہے آپ نے جو خط بھیجا ہے، 29 مئی کو آپ نے خط بھیجا ہے، 29 مئی سے آج تک مجھے اکبر ایوب صاحب نے ابھی کہا کہ آج سیکرٹری صاحب بیمار تھے، اللہ ان کو صحت دے، ان شاء اللہ وہ چلا جائے گا، یہ بھی وزیر اعلیٰ نے کہا کہ جو کرپشن ہوتی ہے یا Encroachment ہوتی ہے، پہلے آپ نے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر ممبران اسمبلی کو بتایا کہ یہ کرتے ہیں، پھر اپوزیشن کو بتایا کہ یہ کرتے ہیں، میں نے یہ ریکویسٹ کی کہ میں جب وزیر اعلیٰ تھا تو میں نے کسی کو الاٹمنٹ غلط کی ہے تو اس کی سزا بھگتنے کے لئے میں تیار ہوں، اس کمیشن کے سامنے مجھے حاضر کیا جائے، اس جج کے سامنے مجھے حاضر کیا جائے، میں اس جج کے سامنے جانے کے لئے تیار ہوں۔ ابھی میں آپ کو ایک نئی بات بتادوں جو زندگی میں آپ نے نہیں سنی ہوگی، بی آر ٹی کا ٹھیکیدار بھاگ گیا ہے، وہ بھاگا ہے، اس کی دو Performance guarantees تھیں، دونوں بوگس ہیں، رپورٹ آئی ہے، ابھی نیا طریقہ جو نکالا ہے، Descoping وہ لفظ آپ نے سنا ہے؟ نئے Contractor کو بی آر ٹی کا جو باقی کام ہے وہ اسی ریٹ پر بغیر ٹینڈر کے دیں گے، یہ شفافیت ہے، اس میں کوئی ٹینڈر نیا نہیں ہوگا، پرانے ریٹ پر لیں گے،

ایک عجیب سا کام کیا ہے، ابھی وہ کہیں گے کہ آپ نام کیوں لیتے ہیں؟ جو تیز لوگ ہوتے ہیں وہ بڑے دور سے کام کرتے ہیں، اے ڈی پی میں اس کو Pick کرنے کے لئے ادھر ادھر کا کام پشاور سے ایک آدمی بٹھایا ہے جس کا نام نور علی شاہ ہے، اس کا وہاں پر کام ہے، ابھی تو تین ڈیپارٹمنٹس کا کام باقی ہے سٹیشنوں میں، مین روڈ میں، Consultant میں چار ہزار 887 جگہوں کی نشاندہی کی ہے کہ یہ غلط ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! ہم پختون روایات کے امین لوگ ہیں، ہمارے آباؤاجداد نے بھی پختون روایات کو اپنی زندگی اور اپنا خون دیا ہے، پختون روایات ہمیں بہت عزیز ہیں لیکن اس عمر میں ہمیں کوئی سکھانے کی بات نہ کرے، وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا کہ یہاں پر اگر میں بیٹھا ہوتا تو کیا ہوتا؟ چلیں، کتنا چلتے ہیں، اسمبلی ہے، ایک نمبر پر اس کی سیٹ ہے، ایک نمبر پر میری سیٹ ہے، وہ جس طرح کرنا چاہتے ہیں، ہمیں قبول ہے لیکن اگر وہ اپنے پرنسپل سیکرٹری پر اتنا زور دیتا ہے اور ناراض ہوتا ہے، جس قوم نے 1970 سے میری جماعت کو میرے خاندان کو اس مقام پر پہنچایا ہے، آپ سب جانتے ہیں، وہاں پر لوکل لوگ جو ووٹ ڈالتے ہیں، اگر وزیر اعلیٰ میں اتنی غیرت ہے کہ وہ اپنے سیکرٹری کے پاس کھڑا ہوتا ہے، اکرم خان درانی کے خون میں اپنے آباؤاجدا اور درانیت کا خون ہے، میں اپنے عوام کے ساتھ ہر مقام پر کھڑا ہوں، (تالیاں)
ان شاء اللہ میں پیچھے ہٹنے والا آدمی نہیں ہوں، مجھے بات کرنے میں تکلیف بھی ہوتی ہے لیکن کبھی کبھی مجبوراً آدمی سے کچھ باتیں اس طرح ہوتی ہیں کہ اپنے بچوں کے لئے بھی ہم کوئی طعنہ کی بات نہیں کرتے، ہم نے کوشش کی ہے کہ اپنے بچوں کو بھی عزت اور وقار کے ساتھ اپنی ہسٹری رکھیں۔ باقی ضمنی بجٹ ہے، انہوں نے خود جو نیا بجٹ لایا ہے، ایک طرف نو (9) ارب کا میرے خیال میں دوبارہ Revise کیا ہے، میرے خیال میں اس پر میں نے تیاری کی تھی، ابھی مجھے مزید بات کرنے کی صحت اجازت نہیں دیتی۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: درانی صاحب، تھینک یو۔ آپ بات کریں گے، جی شوکت یوسفزئی صاحب۔

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر محنت): جناب سپیکر، اسمبلی میں شروع سے لے کر ابھی تک بڑا اچھا ماحول رہا ہے، جمہوریت کے اندر یہ کوئی انہونی بات نہیں کہ وزیر اعلیٰ اپوزیشن چیمبر میں چلا جائے یا اپوزیشن لیڈر وہ وزیر اعلیٰ کے پاس آ جائیں کیونکہ ظاہر ہے اپوزیشن یا گورنمنٹ کے جو بھی ہوتے ہیں جب وہ اسمبلی میں آتے ہیں تو عوام اپنے کام کرنے کے لئے ان کو بھیجتے ہیں، یہ اس لئے نہیں بھیجتے ہیں کہ آپ بڑی گاڑیوں میں پھریں یا آپ اپوزیشن لیڈر بن جائیں یا وزیر اعلیٰ بن جائیں، حلقے کو بھول جائیں، آپ

کہیں کہ مجھے کچھ نہیں چاہیئے، ایسا ہوتا نہیں ہے، ہمیشہ یہ ایک دوسرے کے ساتھ اسمبلی کے اندر اور یہ جمہوریت کا حسن ہوتا ہے، یہی جمہوریت کا خاصہ ہوتا ہے کہ آپ ایک دوسرے کو احترام دیتے ہیں۔ میرے خیال سے وزیر اعلیٰ کو لے جانے میں میرا بڑا ہاتھ تھا، میں نے ان سے ریکویسٹ کی تھی کہ آپ آئیں اپوزیشن ہمارے ساتھ جو بجٹ ہم پیش کر رہے تھے، اس دوران انہوں نے تمام اسمبلیوں سے ہٹ کر ایک اچھا ماحول دیا، وزیر اعلیٰ صاحب کو ہم نے ریکویسٹ کی، میں تھا، اکبر ایوب صاحب اور تیمور بھائی تھے، ہم نے کہا کہ جی آئیں اپوزیشن کے پاس چلیں، ایک اچھا تاثر ہم دینا چاہتے تھے، بڑا اچھا ماحول لگا، اس کے بعد جو ماحول ہے ہماری اسمبلی کا، وہ بھی بڑا اچھا رہا لیکن یہ جو اسمبلی کے اندر اس طرح کی باتیں کرنا، میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی Political approach ہے، کوئی بھی جو بیٹھے ہوئے ہیں، چاہے وہ آفیسرز ہیں، بیوروکریٹس ہیں یا اسمبلی سے باہر اسمبلی کے لوگ ہیں، ہم جب یہاں بیٹھتے ہیں، جب بات کرتے ہیں تو وہ لوگ یہاں جواب نہیں دے سکتے، ان کے بارے میں بات کرنا یا ان کو اس طرح لانا، میرے خیال سے اچھا نہیں لگتا کیونکہ جمہوریت کے اندر اپوزیشن لیڈر کا ایک بہت بڑا مقام ہوتا ہے، ہم ان کو احترام دینا چاہتے ہیں۔ یہ جو سلسلہ چل نکلا ہے، میں نہیں سمجھتا کہ کوئی اچھی بات ہے، اس سے کوئی اچھا تاثر جاتا ہے، سارے پختون ہیں، سارے ایک دوسرے کو اس طرح کی دھمکیاں دینا شروع ہو جائیں تو میرے خیال سے ماحول بھی اچھا نہیں لگے گا، کوئی اچھی بات بھی نہیں ہو گی۔ جو پولیٹیکل باتیں ہیں، اس کے لئے ہم تیار ہیں، انہوں نے بی آر ٹی کی بات کی، بی آر ٹی میں چیلنج کرتا ہوں، میں آج بھی چیلنج کرتا ہوں، پہلے بھی اسمبلی کے اندر دے چکا ہوں کہ بی آر ٹی کے اوپر آپ جتنی بات کرنا چاہیں، دلائل کے ساتھ کر لیں، ہم آپ کے لئے حاضر ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ ساڑھے تین ارب روپے کا کام رہتا ہے، جس ٹھیکیدار کے ساتھ Dispute تھا، اس کو ہٹا کر Within that cost کیونکہ ایشین ڈیویلپمنٹ بینک کے Consultants ہیں، کام ان کی نگرانی میں ہوتا ہے، اگر کوئی کام خراب ہوتا ہے تو اس کی Responsibility بھی ان پر آتی ہے اور وہی نشاندہی کرتے ہیں، ان کے کہنے کے مطابق ان کے ساتھ جو Agreement ہوا ہے، ان کے ساتھ قانونی طریقہ کار تھے، اس میں کوئی غیر قانونی کام نہیں ہو رہا، اگر دوسرے کو کنٹرکٹ دیا جا رہا ہے تو وہ اے ڈی پی کی Consultancy کی وجہ سے دیا جا رہا ہے، ان کی مشاورت سے دیا جا رہا ہے، ان کا قانون اور قاعدہ کہتا ہے، اسی کے اندر وہ جا رہا ہے۔ جناب سپیکر، ان شاء اللہ تعالیٰ جو Defective work ہے یہ دسمبر تک مکمل ہو جائے گا۔ جہاں تک بنوں کے حوالے سے انہوں نے بات کی، میں نے Already یہ

سمری سی ایم تک پہنچ رہی ہے، اس پر کمیشن بنے گا، جہاں جو غلطیاں ہوئی ہیں ان کی نشاندہی کمیشن کے Through ہو جائے گی، اس میں میرے خیال میں کسی کو مورد الزام ٹھہرانے کی ضرورت نہیں۔ دیکھیں یہ جو آفیسر ز ہوتے ہیں یہ کام گورنمنٹ کے تعاون سے کرتے ہیں، جس کی حکومت ہوتی ہے، اکرم درانی صاحب خود وزیراعلیٰ رہے ہیں، ان سے پہلے جو لوگ تھے وہ کسی اور حکومت کے ساتھ Attach تھے لیکن جب ان کی حکومت آئی، Definitely ان کے ساتھ کام کیا، آج اگر کوئی کام ہو رہا ہے تو وہ لوگ ہمارا ساتھ دے رہے ہیں، وہ حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں، Basically ان کو تنخواہ اس کے لئے ملتی ہے، یہ نہیں ہوتا ہے کہ وہ پی ٹی آئی میں شامل ہو گئے ہیں، کل کسی اور کی حکومت ہو گی وہ ان کے پاس ہوں گے لیکن یہ لازمی ہوتا ہے جناب سپیکر، جو آفیسر ز ہوتے ہیں وہ صحیح مشورہ دیتے ہیں۔ دوسرا شہاب علی شاہ صاحب کا بار بار نام لیا جا رہا ہے، دیکھیں اس وقت وہ ACS کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں، ایک اچھی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ یہاں اسمبلی میں جواب نہیں دے سکتے لیکن اگر اسمبلی کے Through یہاں پر بات ہوتی ہے، میڈیا بیٹھا ہوتا ہے، ان کو ایسا پیش کیا جا رہا ہے جو بالکل کوئی Villon ہے، حالانکہ اس شخص کی وجہ سے وزیراعلیٰ صاحب نے خود اس چیز کو تسلیم کیا ہے کہ خامیاں ہر آفیسر میں ہو سکتی ہیں لیکن خوبیاں بھی ہوتی ہیں، آپ صرف خامیوں کی بات کرتے ہیں، ان کی خوبیوں کو بھی اگر گنوالیں، انہوں نے بی آر ٹی پر بات کی، انہوں نے بی آر ٹی کے اندر Help کی، بجٹ کے اندر انہوں نے Help کی، میرے خیال سے ہمارے اپنے افسروں کو اس طرح Degrade نہیں کرنا چاہیئے، اگر کوئی Personal issues ہوتے ہیں تو Personal issue کو میرے خیال سے اسمبلی میں بھی نہیں لانا چاہیئے۔ Already میں نے آپ سے کہا کہ جو آفیسر ز ہوتے ہیں وہ پالیسی کو Follow کرتے ہیں، اگر گورنمنٹ کی پالیسی ہے، ہم نے Encroachment ختم کرنی ہے تو پھر X Y Z جو بھی آئے گا ان کی Encroachment ختم ہو گی، اگر سوات کے اندر ایک Encroachment ختم ہو رہی ہے جناب سپیکر، ہمارے خلاف وہاں پر بھی جلوس نکل رہے ہیں، اگر بنوں میں Encroachment ختم ہو رہی تھی تو یہ کیوں انتقام اس میں لیا جا رہا ہے؟ اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ اس کے بعد اس طرح کا ماحول پیدا نہ کیا جائے تو اچھا ہو گا۔ ہمیں اپنے بیوروکریٹس پر فخر بھی ہے، میرے خیال سے ہمیں ان کی عزت بھی کرنی چاہیئے، جو آفیسر ز حکومت کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں، اچھے مشورے دے رہے ہیں، ہم ان کو بالکل سپورٹ کریں گے۔ چونکہ کوئی ایسی بات میں نہیں سمجھتا کہ ایسی کرنی چاہیئے، یہاں آ کر ہم اس کا جواب

نہیں دے سکتے، اس سے ماحول بھی اچھا نہیں ہوگا اور ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے بیوروکریٹس وہ Disheart ہوں، اچھے کام کرتے ہیں، آپ Appreciate بھی کریں، کوئی غلطی ہے تو بالکل آپ کہیں، یہ حکومت اور اپوزیشن کی ذمہ داری ہے کہ وہ حکومت کے نوٹس میں لائے لیکن یہ بات کہنا کہ آپ کو پتہ ہے، اگر ہم چاہتے تو ہمیں کس چیز کی کمی تھی، دو تہائی اکثریت سے اگر ہم بجٹ پاس نہ کر سکیں تو پھر ہمیں یہاں بیٹھنے کی ضرورت کیا تھی؟ لیکن ہم نے تو وہ نہیں کہا، ہم تو اس طرح نہیں چاہتے کہ ہم زبردستی اس کو بلڈوز کریں، ہم نے ایک اچھا ماحول جمہوریت کے لئے جو جمہوریت کا حسن ہوتا ہے، اس میں وزیر اعلیٰ صاحب گئے، اچھا ماحول لیکر گئے ورنہ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں تھی، اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مجبوری کے تحت آکر انہوں نے ریکویسٹ کی ہے، No کسی مجبوری کے تحت نہیں، اچھے ماحول بنانے کے لئے گئے، ہمارے اپوزیشن کے دوسرے ممبران نے بہت اچھا ماحول دیا، ہم نہیں چاہتے تھے کہ وہ ماحول خراب ہو۔ میں آج بھی وزیر اعلیٰ صاحب کے جانے کا یہ Appreciate کرتا ہوں، پھر بھی جائیں گے کیونکہ اپوزیشن کو ہم کوئی اپنے سے الگ نہیں سمجھتے اور نہ ہی ہم وہ پختون روایات جو آپ کو امن وامان سے نہیں روکتی ہیں، دیکھیں جانی خیل کے اندر جو کچھ ہوا یا اس سے پہلے ہوا، Law & Order کنٹرول کرنا گورنمنٹ کی ذمہ داری ہوتی ہے، یہ کسی مقام پر ایسا نہیں ہوا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جی Law and Order کو اس طرح چھوڑ دیا جائے، پولیس کی ذمہ داری بنتی ہے، پولیس کو Responsibility دی گئی ہے، وہ دیکھتے ہیں کہ کہاں سے Law and Order خراب ہوتا ہے، کہاں سے کنٹرول ہوتا ہے؟ اس میں میرے خیال سے یہ بات کسی کو طعنہ دینے کے لئے نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ دوسری جو اراضی الاٹمنٹ ہوئی ہے، جو لیز پر دی گئی ہے اس کے لئے کمیشن بن رہا ہے، یہ چیزیں میرے خیال سے سب کچھ واضح ہو جائیں گی۔ میں ریکویسٹ کروں گا کہ اگر بی آر ٹی کے اوپر کسی کو اعتراض ہے، میں حاضر ہوں، ملتان کی بی آر ٹی، لاہور کی بی آر ٹی، پنڈی کی بی آر ٹی اور پشاور کی بی آر ٹی چاروں کو میں چیلنج کرتا ہوں، یہ کہتے ہیں کہ یہ مہنگی بنی ہے، میں اس کے لئے تیار ہوں، آ جائیں، میرے ساتھ جہاں پر ان کی مرضی ہے، اپوزیشن کا کوئی بھی بندہ تیاری کرکے آ جائیں، میرے ساتھ بیٹھے یہاں بیٹھتے ہیں اسمبلی میں، میں بھی تیار ہوں، اگر Talk show میں بیٹھتے ہیں، Talk show میں بھی تیار ہوں، باہر بیٹھتے ہیں تو باہر بھی تیار ہوں لیکن یہ بہت بڑا منصوبہ تھا، عوام کا منصوبہ ہے، آج عوام اس سے خوش ہیں، اس کو Appreciate کر رہے ہیں، وہ طعنے دینا ختم ہونا چاہیئے کہ بی آر ٹی نہیں بنا سکتے، بی آر ٹی ہم بنا چکے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اس بی آر ٹی

کے ساتھ ہم جو بنا رہے ہیں بڑے بڑے پلازے وہ نہ آپ کو ملتان میں نظر آئیں گے نہ آپ کو لاہور میں نظر آئیں گے، 68 کلو میٹر ہم نے جو Extra routes دیئے ہیں، وہ آپ کو کہیں نظر نہیں آئیں گے۔ دوسری ایک اور Important بات جو اکثر مجھے لاہور کی وہ سننے میں آتی ہے، لاہور کے پاس آج تک اپنی بسیں نہیں ہیں، ہم نے اپنی بسیں شروع دن سے چلائی ہیں، میرے خیال سے اس کو Appreciate کیا جانا چاہیئے۔ میں نے یہ عرض کرنا تھی، بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: تھینک یو، جی۔ درانی صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر صاحب! میں شوکت یوسفزئی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اس نے جو بات کی، میرے خیال میں اجلاس 30 تاریخ کے بعد یا یکم تاریخ پر، میں اور میرے ساتھ خوشدل خان اور جو بھی منسٹر بیٹھتا ہے، اس بی آر ٹی کو ہم مکمل اعتراضات کے ساتھ ختم کرنا چاہتے ہیں، اس نے جو Offer کی وہ مجھے Accept ہے، یکم جولائی کو ہم اس اسمبلی میں بیٹھ جائیں گے، اگر آپ کی سرپرستی میں ہو تو بڑی اچھی بات ہے، پھر ہم دو بندے اپوزیشن سے، ایک خوشدل خان ایک شوکت صاحب اس کے ساتھ ہال میں جو منسٹر ہے، وہ بھی جس طرح چاہتے ہیں، یہ ابھی آپ فائنل کر دیں، یکم کو ہم بارہ بجے یہاں پر اسمبلی میں آجائیں گے، خوشدل خان بھی آجائیں گے، ان شاء اللہ اس مسئلے کو ہم مکمل حل کریں گے۔ اگر اس میں سے ہم نے کچھ غلطیاں نہیں نکالیں تو میں اسمبلی فلور پھر معذرت بھی کروں گا، میں وہ آدمی ہوں جب مجھ سے غلطی ہو جائے تو اس نے بھی کہا، میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، شوکت صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، شوکت یوسفزئی صاحب۔

وزیر محنت: سر، بالکل ٹائم ان کا، وقت بھی ان کا، جگہ بھی ان کی، میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، فرسٹ تاریخ کو بارہ بجے اسمبلی کانفرنس روم میں خوشدل خان صاحب ہونگے، ان کے ساتھ درانی صاحب اور آپ اپنے ساتھ جس کو رکھتے ہیں، ڈیپارٹمنٹ کو بھی بلانا چاہیں تو بلالیں، ٹھیک ہے تاکہ ان کو کمپلیٹ بریفنگ دیدیں۔

جناب اختیار ولی: جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اختیار ولی صاحب۔

جناب اختیار ولی: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ شوکت بھائی نے ملتان، لاہور اور اسلام آباد میٹرو کے بارے میں کہا، اس میں جی۔۔۔۔

ایک رکن: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب اختیار ولی: ٹھیک ہے، میں صرف اپنی بات کرتا ہوں، پھر آپ نے جو کہا میں اسی طرح کروں گا لیکن Being مسلم لیگ (ن) کے Representative، اس کا صوبائی ترجمان ہونے کی حیثیت سے میں اس میں فریق ہوں، میں ان کا چیلنج قبول بھی کرتا ہوں اور جہاں پر یہ کہتے ہیں اس مناظرے میں اس کا حصہ بھی بننا چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: جی، عنایت اللہ خان صاحب۔

جناب عنایت اللہ: میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، ضمنی بجٹ پر ڈسکشن اور ڈیبیٹ شروع ہو چکی ہے، میں ضمنی بجٹ پر فوکس رہوں گا، اس پر فوکس کروں گا۔ سب سے پہلے میں جناب وزیر خزانہ کی توجہ ان کی ضمنی بجٹ سپیچ کی طرف دلانا چاہتا ہوں، ضمنی بجٹ سپیچ میں انہوں نے کہا کہ مندرجہ بالا آرٹیکل کی روشنی میں اب میں سال 2020-21 کے ایک کھرب نو (9) ارب گیارہ کروڑ تراسی (83) لاکھ تین ہزار 341 روپے کا ضمنی بجٹ پیش کر رہا ہوں، میں نے Google search کیا، One trillion، ایک کھرب One trillion ہوتا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: One billion ایک ارب One billion ہے نا۔

جناب عنایت اللہ: جی اچھا، یہ جو بجٹ ہے، 109 ارب کا بجٹ ہے، 109 ارب میں اٹھتر (78) ارب وہ Current side پر ہے اور تیس ارب ستائیس کروڑ ڈیویلپمنٹ سائیڈ پر ہے۔ جناب سپیکر صاحب، یہ Exceptionally high supplementary budget ہے اور سپلیمنٹری بجٹ جس طرح انہوں نے آرٹیکل 124 Quote کیا ہے، جس کے مطابق جب کسی مد میں زیادہ خرچہ ہوتا ہے یا کسی نئے Head کے تحت خرچہ ہوتا ہے تو آپ Supplementary and excess budget پیش کرتے ہیں، آرٹیکل 124 کے تحت آپ نے سپلیمنٹری بجٹ پیش کیا ہے لیکن یہ جو سپلیمنٹری بجٹ کے Figures ہیں، یہ Exceptionally high ہیں، منسٹر صاحب اس کی تھوڑی تفصیل بتا دیں، گو کہ یہ تفصیل Supplementary budget document کی ہے، اس کے اندر بھی موجود ہے۔ منسٹر

صاحب نے پچھلے سال ہاؤس کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ جو Constitution کا آرٹیکل 119 ہے جس کے تحت حکومت نے Provincial Finance Management Act جو ہے وہ Introduce کرنا تھا اور یہ کوئی چالیس سال سے Due ہے، جب سے Constitution وجود میں آیا ہے، بنا ہے۔ یہ آرٹیکل اس وقت سے Constitution کے اندر موجود ہے لیکن ابھی تک Provincial Finance Management Act نہیں بن سکا ہے، یہ Provincial Finance Management Act کی Absence کی وجہ سے جو ہاؤس کی Scrutiny ہے وہ نہیں ہوتی ہے، بجٹ اور فنانس کی Scrutiny نہیں ہوتی ہے اور جو Democratic control ہے وہ Effective نہیں ہوتا ہے، نتیجتاً حکومت خرچہ کرتی ہے، پیسے لگاتی ہے، اس کو سال کے آخر میں پھر خرچ کرتی ہے، پہلے Re-appropriations وغیرہ کرتی ہے، پہلے نئے Heads create کرتی ہے پھر آخر میں اسمبلی سے اس کی Approval لیتی ہے، اگر Finance Management Act بنے گا تو اس کی ایک صورت نکلے گی، حکومت خرچہ کرنے سے Budget document کے اندر تبدیلیاں کرنے سے پہلے کیبنٹ کے اندر چیزیں Recommend کر کے صوبائی اسمبلی سے Approval لے گی، اس طریقے سے صوبائی اسمبلی کی بجٹ کے اوپر جو نظر ہے وہ ہو گی اور جو اس آرٹیکل 119 کے تحت اس میں لکھا ہے کہ یہ صوبائی اسمبلی جو ہے، Provincial Consolidated Fund سے جو پیسے نکلتے ہیں اور جو خرچ ہوتے ہیں، یہ پراونشل اسمبلی اس کی Custodian ہے، Constitution کے مطابق وہ پراونشل اسمبلی کے ایک ایکٹ کے ذریعے سے Regulate ہونا چاہیئے، اس لئے تیمور جھگڑا صاحب نے پچھلے سال کہا تھا کہ بہت جلد، اس نے کہا کہ کوئی ایک دو مہینے کے اندر مجھے یاد ہے کہ ہم اس کو Introduce کریں گے، وہ بتا دیں کہ کب تک Public Finance Management Act وہ اسمبلی میں لا رہے ہیں؟ جناب سپیکر صاحب! میں ایک اور نکتہ جو ہے، فنانس منسٹر کی توجہ دلانا چاہوں گا، وہ Jainism جو ہے، سچی بات ہے کہ اس کے لئے جو Term ہے، ایک اصطلاح ہے، ایسی اصطلاح ہے جو کسی ڈکشنری کے اندر Available نہیں ہے لیکن ایک یہ اصطلاح بنتی جا رہی ہے، آپ سال کے آخر میں ریلیز کرتے ہیں، سال کے آخر میں جب ریلیز کرتے ہیں تو کنٹریکٹرز پھر پیسے لے جاتے ہیں، ایڈوانس میں بھی پیسے کنٹریکٹرز کو ملتے ہیں کیونکہ ہر ڈیپارٹمنٹ کے پاس جب پیسے چلے جاتے ہیں، کوئی ڈیپارٹمنٹ Surrender کرتا ہے تو دوسرے ڈیپارٹمنٹ کے اندر چلے جاتے ہیں، ایک ڈیپارٹمنٹ کے اندر ایک سکیم سے Re-appropriate ہو کر

دوسری سکیم میں چلے جاتے ہیں، اس طرح پیسے ضائع ہو جاتے ہیں، یعنی جون کے دوران ہم دیکھتے ہیں کہ Ground پر Physically کام Speedup ہوتے ہیں اور جلدی جلدی کنٹریکٹرز کام کرنا شروع کر دیتے ہیں، جون کے اندر ہم دیکھتے ہیں، بہت سے ڈیپارٹمنٹس ایسے ہیں کہ ان کو پیسے ملتے ہیں، پھر وہ کنٹریکٹرز کو Advance payment کرتے ہیں، اس میں سے بہت سے کنٹریکٹرز ایسے ہیں جن کو پیسے مل جاتے ہیں اور وہ کام نہیں کرتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کے Ground پر ایسے کالجز ہیں، ایسے سکولز ہیں، ایسے روڈز ہیں، ایسی سکیمیں موجود ہیں کہ جن میں کنٹریکٹرز کو Payment ہوئی ہے اور پھر بھی وہ کام نہیں کر رہے ہیں، آپ کے جو Budget document میں آپ نے Citizen guide بنایا ہے، اس میں آپ نے وہ Infographic طریقے سے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ آپ نے جو Releases ہیں وہ Regular کر دیئے ہیں، آپ ہر Quarter میں Releases regularly کرتے ہیں لیکن اسی Graph کو آپ دیکھتے ہیں، خود اپنے آپ کو دیکھتے ہیں، سال کے آخر میں بہت زیادہ Releases کرتے ہیں، اگر آپ سال کی ابتداء میں کوئی Ten or fifteen percent کرتے ہیں تو سال کے آخر میں تب پھر Eighty ninety percent پر چلے جاتے ہیں، اس لئے یہ ایک ایسا ایریا ہے کہ جس پر فنانس منسٹر کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس سے حکومت کے پیسے ضائع ہو رہے ہیں اور Flight of capital اس سے ہو جاتی ہے۔ جناب سپیکر صاحب، اگلا جو نکتہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں، وہ دوبارہ فنانس منسٹر کی توجہ اس طرف دلانا چاہونگا، یہ ہماری اے ڈی پی کا Throw forward ہے، یہ سب کچھ اس وجہ سے ہو رہا ہے، اگر آپ اے ڈی پی Rationalize کریں گے، اس کا Throw forward کنٹرول کریں گے، اس طرح جو آپ کے اخراجات ہیں، ان اخراجات کے Estimates اور Budgeting realistically آپ کے ریونیو کے مطابق لائیں گے تو آپ کو ضمنی بجٹ لانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔۔۔۔

<u>Mr. Speaker:</u> Windup, please.

<u>جناب عنایت اللہ:</u> بس میں ایک دو باتیں کر کے۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> میرے پاس بائیس یا تئیس لوگوں کے نام ہیں۔

<u>جناب عنایت اللہ:</u> میں Windup کرتا ہوں، میں صرف دو تین چیزیں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے انڈسٹریز کی بات کی ہے، اس میں Economic zone کی بات ہے، کل چیف منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں بھی کہا ہے کہ ہم نے کوئی Nine economic zones plan کئے ہیں، میں

صرف ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ چکدرہ ملاکنڈ ڈویژن کا ایک Centrally located جگہ ہے اور اس میں ابتدائی پلان کے اندر Economic zone شامل تھا لیکن جو سی پیک کے Economic zones تھے، ان میں اب چکدرہ نہیں ہے، میرے ایک سوال کے جواب میں مجھے انڈسٹریز کے منسٹر نے بتادیا تھا، ہمارے ہاں اس پر ایک تشویش ہے، ایک Resentment ہے، ہمارے Region کے اندر ایک بہت بڑا Potential area جو کہ Junction ہے اور وہ آپ کے ابتدائی پلان کے اندر شامل تھا، اس کو آپ نے Economic zone کے اپنے پلان کے اندر شامل نہیں کیا ہے، اس پر فنانس منسٹر اپنی سپیچ کے اندر ہمیں بتادیں۔ جناب سپیکر صاحب، قبائلی اضلاع کے حوالے سے میں بات کروں گا، آپ کی اس Budget document کے اندر آپ نے پچھلے سال کوئی نوے (90) ارب سے زیادہ اس کے لئے Reflect کئے تھے، آپ کے Revised budget document کے اندر کوئی Seventy six billion rupees جو ہیں Development side پر آپ نے Reflect کئے ہیں جبکہ آپ کا Actual خرچہ جو ہے وہ پچیس یا چھبیس ارب White paper کے اندر Reflect ہوا ہے، ظاہر ہے وہ ایک ایسا ایریا ہے جس کے اندر آپ پیسے خرچ نہیں کریں گے، وہاں یہ جو جانی خیل کا واقعہ ہے، باجوڑ کے اندر Target killing ہے، وہاں Resentment ہے، قبائل جو ہیں وہ پریشان ہیں۔ جب آپ ڈیویلپمنٹ نہیں کریں گے، Economic activity ادھر نہیں ہو گی، آپ ان کے ساتھ جو وعدے کرتے ہیں وہ وعدے پورے نہیں کریں گے۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Thank you.

جناب عنایت اللہ: اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جو Merger ہوا ہے، اس کے ثمرات لوگوں تک نہیں پہنچیں گے اور اس کے نتیجے میں Merger کے خلاف باتیں شروع ہوں گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: .Thank you very much میں تمام اپنے بھائیوں سے ایک ریکویسٹ کروں گا کہ جنرل بجٹ پاس ہو چکا ہے، اب اس موقع پر بات کرنا کوئی معنی نہیں رکھے گا۔ ابھی آپ کے سامنے سپلیمنٹری بجٹ ہے، اپنی گفتگو کو ادھر ادھر نہ لے جائیں، سپلیمنٹری بجٹ کے اوپر ہی مرکوز رکھیں۔

جناب محمود احمد خان: جناب سپیکر صاحب!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمود احمد خان: بجٹ کے علاوہ اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دیدیں۔

جناب سپیکر: نہیں، پوائنٹ آف آرڈر آج کل نہیں ہوتا۔ سردار اورنگزیب نلوٹھا صاحب، جی سپلیمنٹری بجٹ کے اوپر۔

سردار اورنگزیب: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ بجٹ بجٹ ہی ہوتا ہے، چاہے ضمنی ہو یا سالانہ بجٹ ہو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پاس ہو گیا ہے نا، اب جو پاس نہیں ہوا ہے اس پر بات کریں۔

سردار اورنگزیب: جی (قہقہے) جناب سپیکر صاحب، یہ جو ضمنی بجٹ تیسری دفعہ وزیر خزانہ صاحب نے پیش کیا ہے، یقیناً ہم بھی توقع رکھتے تھے کہ بہت لائق فنانس منسٹر ہیں، بڑے قابل منسٹر ہیں، یہ جو ضمنی بجٹ ہے، جس طرح عنایت خان صاحب نے بات کی ہے کہ اگر وہ ایکٹ لے آتے، شاید اس میں جو تئیس سے زیادہ محکموں کے اوپر انہیں دوبارہ منظوری لینی پڑی، شاید اس کو ضرورت نہ پڑتی، اگر تخمینہ درست لگایا جاتا یا ڈیپارٹمنٹس کے حوالے سے جو فنڈز انہوں نے سالانہ بجٹ میں رکھتے ہیں، اگر اس کا تخمینہ درست ہوتا تو شاید یہ اتنے بیس یا پچیس محکموں کی ان کو ضرورت نہ پڑتی، بہر حال اکرم درانی صاحب اور عنایت اللہ خان صاحب نے بات کی ہے، میں ایک دو تجاویز صرف دینا چاہتا ہوں، ایک حکومت نے E-bidding, E-tendering کا سسٹم شروع کیا تھا، یقیناً اس سے ٹینڈرز میں جو سیاسی مداخلت تھی وہ ختم ہو گئی ہے لیکن کچھ چیزوں کے قواعد اور ساتھ ہی نقصانات جو سامنے آتے ہیں، میں اس پر ان کو ایک تجویز دینا چاہتا ہوں، جب کوئی ٹینڈر E-tendering کے ذریعے ہوتا ہے تو پینتیس سے چالیس فیصد ٹھیکیدار کے Below پر چلا جاتا ہے اور وہ کام بھی نہیں کرتا، اگر کام کرتا ہے تو وہ غیر معیاری کام ہوتا ہے، اس لئے میں یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ بالکل E-tendering بہت اچھا ہے اس کو برقرار رہنا چاہیئے لیکن دس فیصد Below سے اوپر اس کے اوپر پابندی لگائی جائے تاکہ یہ صوبے کا جو پیسہ ضائع ہوتا ہے وہ ضائع نہ ہو اور کام بھی معیاری ہو، ایک میری یہ گزارش ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی اچھی تجویز ہے۔

سردار اورنگزیب: میری یہ گزارش ہے کہ سی ایم ڈی فنڈ اور ڈسٹرکٹ یا لوکل فنڈ جو ہوتا ہے، اس میں چھوٹی سکیمیں اور کچے روڈوں کے لئے خصوصی طور پر ایم پی ایز بھی فنڈ رکھتے ہیں، دوسرے جو نمائندے ہوتے ہیں، پیمائشی روڈ بنتے ہیں، پانچ لاکھ، دس لاکھ روپے سے زیادہ سے زیادہ آدھا فرلانگ روڈ بنتا ہے، میری یہ تجویز ہے، اگر منسٹر صاحب اس پیسے کو بچانا چاہیں تو اس کو بجائے اس طرح ٹینڈر کروانے ڈوزر یا

Excavator کے گھنٹے، محکمے کو ہدایت کی جائے، جتنے پیسے بھی ہوں، ایک لاکھ کے بیس گھنٹے بنتے ہیں، اگر یہ پیمائشی کام نہ ہو، Dozer کے گھنٹے ہوں یا Excavator کے گھنٹے ہوں تو یہ پیسہ بچ سکتا ہے، ایک یہاں پر ابھی بھی لوکل گورنمنٹ کے منسٹر صاحب نہیں ہیں، میں نے اس دن بھی بات کی تھی کہ ہمارا حویلیاں سے ایک پارک شفٹ کیا جا رہا ہے، ابھی منسٹر صاحب آ گئے، انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا ہے، جو 2016-17 اے ڈی پی کی منظوری ہوئی تھی، ابھی پانچ کنال جگہ ایک بندے کی ہے، وہ اس میں آ رہی ہے، اس کو خوش کرنے کے لئے حویلیاں کے لوگوں کا نقصان ہو رہا ہے، 29 کنال 11 مرلے جس کا Section II ہو چکا ہے ایوارڈ ہو چکا ہے، میں منسٹر صاحب سے یہ کہونگا کہ ابھی مجھے اس کا ضرور جواب دیں کہ یہ کیوں شفٹ کیا جا رہا ہے، یہ پارک، اگر کوئی آدمی پانچ مرلے زمین فلاحی کاموں کے لئے عوام کے لئے نہیں دیتا تو پھر میرے حلقے کی 2500 کنال اراضی یونیورسٹی کو دی گئی ہے، تین سو روپے کنال کے عوض دی گئی ہے، چار سو کنال جو انڈسٹری کو دی گئی ہے، پچیس کنال عدالتوں کو ابھی لنگڑا یونین کونسل میں دی گئی ہے، یہ 29 کنال 11 مرلے جو پارک کے لئے ہوئی ہے، مہربانی کر کے مجھے منسٹر صاحب یقین دہانی کرائیں کہ ڈی سی ایبٹ آباد کو حکم دیں کہ وہ اس پارک کا نوٹیفکیشن کریں، انتقال کریں، ایک یہاں پر ابھی فارسٹ منسٹر نہیں ہیں، میں نے پہلے بھی ان سے ریکویسٹ کی تھی کہ جو پالیسی صوبائی حکومت نے بنائی ہے، این او سی بند کر دی ہے روڈوں اور کچے راستوں کے لئے، اس کا ذرا مجھے بتا دیں، کیا حکومت اس کے اوپر نظر ثانی کرے گی یا نہیں کرے گی؟

<u>جناب سپیکر</u>: تھینک یو۔ میں Expect کر رہا تھا کہ آپ سپلیمنٹری بجٹ پر بات کرینگے، منسٹر صاحب کوئی نشاندہی کرینگے کہ بجٹ صحیح ہے، غلط ہے، کیا ہے؟ جی اکبر ایوب صاحب۔

<u>جناب اکبر ایوب خان (وزیر بلدیات)</u>: شکریہ، جناب سپیکر۔ پارک کہیں بھی شفٹ نہیں ہوا، پارک حویلیاں میں ہی بنے گا، اس میں تھوڑا سا ایک مسئلہ یہ آ رہا ہے، آپ بھی اس چیز سے واقف ہیں، قلندر لودھی صاحب کا حلقہ ہے، یہ بھی اس چیز سے واقف ہیں، زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے، میرے خیال میں کوئی کروڑ ڈیڑھ کروڑ یا دو کروڑ اوسط آئی ہے، جناب سپیکر، مارکیٹ پرائس اس کی 50 کروڑ روپے ہے، آج ہم زبردستی سیکشن فور کے Through لے لیں گے لیکن کل جب وہ شخص کورٹ میں Enhancement کے لئے جائیگا، اگر فیصلہ ہمارے خلاف آ گیا تو وہ پچاس کروڑ روپے کون اس کو دے گا؟ ہم نے ان کو کہا ہے کہ ایسی جگہ دیکھ لو جس میں گورنمنٹ کو بھی نقصان نہ ہو، حویلیاں میں ہی پارک بنے

گا،اس کے لئے میرا خیال ہے دو تین اور جگہیں حاجی قلندر لودھی صاحب نے ادھر مشاورت کر کے کوئی Identify بھی کی ہیں، ان شاء اللہ چند دنوں میں وہ فائنل ہو جائیں گی، حاجی صاحب کوشش کریں، بڑی جگہ دیکھ لیں، ابھی چھوٹی نہ دیکھیں، سوڈیڑھ سو کنال دیکھیں، گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ ہر شہر کو دو بڑے پارک دیں، ہم حویلیاں کو بھی ان شاء اللہ ایک بڑا پارک دینگے، حویلیاں کے لوگوں کا حق بنتا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بہتر یہ ہے کہ حویلیاں سٹی کے قریب ہو، حویلیاں سٹی سے Adjacent ہو۔

وزیر بلدیات: حویلیاں سٹی کے آگے پیچھے ہو گا، بلکہ میں اورنگزیب خان کو مشورہ دونگا کہ آپ ریلوے کی بھی کوئی جگہ دیکھیں، ہم منسٹر ریلوے سے ریکویسٹ کر کے ٹی ایم اے ریلوے سے جگہ Lease پر لے لیں گے کیونکہ ریلوے سٹیشن اور وہ سب بالکل شہر کے ساتھ ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نعیمہ کشور صاحبہ۔

سردار اورنگزیب: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بس بات ختم ہو گئی۔

سردار اورنگزیب: جناب سپیکر! پارک حویلیاں سے شفٹ نہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے کہہ دیا ہے کہ پارک حویلیاں ہی میں بنے گا، بس آپ اس پر تسلی رکھیں، انہوں نے Floor of the House assurance دلا دی ہے کہ حویلیاں سے پارک کدھر بھی نہیں جائے گا بلکہ شاید ابھی پھر تین چار کلو میٹر حویلیاں سے دور ہے، یہ حویلیاں کے ساتھ بالکل جڑ جائے گا۔ جی نعیمہ کشور صاحبہ۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے، میرے خیال میں یہ آئین کے آرٹیکل 124 میں رکھی گئی تھی، اس کا مقصد یہ تھا کہ جب ملک میں ایسے حالات ہوں، اگر بجٹ میں اس وقت کوئی رقم نہ رکھی گئی ہو، اگر زیادہ کوئی حکومت خرچ کرے تو اس کی پھر Approval لے سکے لیکن اگر ہم دیکھیں، اس وقت یہ بجٹ ہم سے لیا جاتا ہے، ہیلتھ کے لئے کورونا کی صورتحال کے پیش نظر ایسے حالات تھے تو کوئی بات سمجھ میں آجاتی لیکن اس وقت کوئی ایسے ایمرجنسی حالات نہیں ہیں، اگر آپ دیکھیں، ایک کھرب سے زیادہ ہم سے ڈیمانڈ کی جاتی ہے، اس بجٹ کی جس کا ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ یہ کیوں خرچ کیا گیا ؟ پھر ہمیں شوکت یوسفزئی صاحب کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ بیوروکریسی پر آپ اعتراض نہ کرے، اگر مینجمنٹ کا یہ حال ہو، اگر ہمیں ایسی چیزیں تھما دی جاتی ہیں، اگر اس قسم کی آپ کی

مینجمنٹ ہے، اگر ایسی آپ کی بیوروکریسی ہے، آپ کو ایسی مینجمنٹ کر کے دے دیتی ہے، اس کے لئے پھر ہم جواب دہ ہوتے ہیں، یہ ایوان جواب دہ ہوتا ہے۔ میرے خیال میں ہمیں پھر حق ہوتا ہے کہ ہم اعتراض کریں کہ کیوں آپ ایسے بجٹ دیتے ہو، پھر ایک کھرب کی ہم سے منظوری لیتے ہو جس کا اس ایوان کو اور ممبران کو کچھ پتہ نہیں کہ آپ لوگوں نے خرچ کئے، اگر آپ اس کو دیکھیں تو Majority جو رقم خرچ ہوئی ہے وہ ہوئی ہے، Recruitment پر خرچ ہوئی ہے، ٹی اے ڈی / اے میں خرچ ہوئی ہے، کچھ گاڑیوں کی خریداری میں خرچ ہوئی ہے، کیا یہ ان کو پہلے پتہ نہیں تھا کہ ہم نے Recruitment کرنی ہے، کیا ان کو پہلے پتہ نہیں تھا کہ بہت سارے محکموں میں اگر آپ دیکھ لیں تو یہی کچھ ہوا ہے، کیا ان کو پتہ نہیں تھا کہ ہم نے ان میں کرنا تھا، وقت پر یہ Re manage نہیں ہو سکتا تھا، اگر میں ایک ایک محکمے کو علیٰحدہ علیٰحدہ کروں، انہوں نے خود دیئے، میرے خیال میں بہت ٹائم لگے گا، اگر Majority میں دیکھوں تو یہ چیزیں ہیں، میرے خیال میں یہ ان کی مینجمنٹ کی کمزوری ہے۔ دوسری چیز، اگر آپ پولیس کی دیکھیں، اس میں تقریباً چھ ارب دیئے گئے ہیں، اشیائے ضروریہ کی خریداری ہے، اب پتہ نہیں کہ کونسی اشیائے ضروریہ کی ایمرجنسی پڑ گئی کیونکہ اب وہ حالات ہیں، یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ امن و امان کی صورتحال بہتر ہو گئی ہے، کونسی ایسی ضرورت پڑ گئی ہے؟ اب گندم کی خرید اور درآمد کے لئے ہم تو کہتے ہیں ہمارا زرعی ملک ہے، پھر ہمارا صوبہ خاص کر ایک زرعی صوبہ ہے، ہمیں بھی پھر گندم درآمد کرنا پڑ رہی ہے، اس سال کی اگر میں مثال دوں تو ہماری گندم کی Bomper crop ہوئی ہے لیکن اس سال بھی ہم نے تیس لاکھ ٹن گندم درآمد کرنی ہے، پھر ہمیں اس کے لئے بھی دوبارہ Subsidy دینا پڑے گی، ہمیں اس کے لئے بھی دوبارہ ضمنی بجٹ دینا پڑے گا، کیا ہم ایک زرعی صوبہ ہونے کے باوجود ہمیں گندم درآمد کرنا پڑے گی؟ ہمارا جو فنانس بل تھا، اس میں بھی میں نے کہا تھا کہ آپ کاشتکاروں کو اس وقت ریلیف دیں، ان سے ٹیکسز کم کریں، ان کو اچھا بیج دیں تاکہ ہمیں درآمد کرنے کے لئے پھر یہ ضمنی بجٹ دینا نہ پڑے۔ پھر آپ آگے جائیں تو یہاں پر محکمہ جیل کے لئے ہم تقریباً چونسٹھ کروڑ روپے دے رہے ہیں، اس ضمنی بجٹ میں اگر آپ دیکھیں تو پچھلے سال کی نسبت اس سال بھی محکمہ جیل کو تقریباً ستر (70) کروڑ زیادہ دے رہے ہیں، ضمنی بجٹ میں بھی ہم چونسٹھ کروڑ اس کو دے رہے ہیں لیکن ہماری جیلوں کی جو صورتحال ہے، اس میں کوئی بہتری نہیں آ رہی ہے، ہم جیلوں سے اچھے لوگ نہیں بلکہ میرے خیال میں Criminals اس سے باہر نکل رہے ہیں، میرے خیال میں اس میں Reforms کی ضرورت ہے، اس

میں اور بہتری کی ضرورت ہے، اس لئے مجھے خیال نہیں کہ اس کو ضمنی بجٹ کی بھی ضرورت ہے، اس طرف دیکھنا چاہیئے کہ کیوں ہم اس طرف جو Reforms ہیں، ہماری مینجمنٹ میں کیوں کمزوری ہے؟ اگر 12 نمبر دیکھیں، جناب سپیکر صاحب، میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں، محکمہ آبپاشی کو آپ اضافی رقم 56 کروڑ 80 لاکھ سے زیادہ دے رہے ہیں، اس کی کوئی تفصیل نہیں ہے کہ یہ کس لئے دے رہے ہیں؟ بس اس کو لکھا گیا ہے کہ اس کو دے رہے ہیں، متفرق میں دیکھ رہی ہوں کہ اس میں تقریباً 86 کروڑ دے رہے ہیں، کس لئے دے رہے ہیں؟ کچھ پتہ نہیں ہے، مطلب یہ اسمبلی ایک ربڑ سٹمپ ہے، بس آپ سٹمپ لگا لو، کچھ پتہ نہیں کہ کس لئے ہم نے خرچ کئے ہیں، کونسے اللوں تللوں پر خرچ کئے ہیں؟ کچھ پتہ نہیں، بس آپ نے سٹمپ لگانی ہے۔ تعمیرات پر اضافی رقم لی ہے، جناب سپیکر، چودہ نمبر پر ہے، کس لئے ہے؟ کچھ پتہ نہیں ہے، میرے خیال میں اگر ہم سے اس طرح ربڑ سٹمپ بنوانی ہے، ٹھیک ہے ہر حکومت میں ضمنی بجٹ آتے ہیں، کوئی نئی بات نہیں ہے، یہاں پر ہمیں یہی جواب ملے گا لیکن یہ تاریخ کا سب سے بڑا ضمنی بجٹ ہے، میرے خیال میں ہم نے تو نئے پاکستان کا خواب دیکھا تھا، ہم نے تو کہا کہ یہ بڑے مینجمنٹ والے لوگ ہیں، ان کے ہاں ضمنی بجٹ ختم ہو گا۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Thank you.

محترمہ نعیمہ کشور خان: ہم یہ Expect کرینگے کہ ان کی اچھی مینجمنٹ ہو گی، اچھی ان کی تیاری ہو گی تاکہ ضمنی بجٹ سے ہماری جان چھوٹ جائے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تھینک یو، پہلی سپیچ ہے، ابھی تک سپیچز ضمنی بجٹ تک تھیں، انہوں نے تجاویز دی ہیں، Windup کر لیں۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: جناب سپیکر! ہم توقع رکھیں گے کہ اس ہاؤس سے ایسی چیزوں پر انگوٹھے نہیں لگوائیں گے جس کا ان کو پتہ نہیں ہو گا۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ حافظ عصام الدین صاحب نہیں ہے، سید اقبال میاں صاحب، محترمہ ریحانہ اسماعیل صاحبہ، Short short کرتے جائیں تاکہ سب کو ٹائم مل سکے۔

محترمہ ریحانہ اسماعیل: جی Short ہے۔ شکریہ، جناب سپیکر۔ اچھا فنانس بجٹ ہم اسے کہہ سکتے ہیں جس میں ضمنی بجٹ لانے کی ضرورت نہ پڑے، ٹھیک ہے، آرٹیکل 124 میں یہ Provision ضرور موجود ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہر سال ضمنی بجٹ آتا ہے، پچھلے سال کا ضمنی بجٹ 20-2019 کا اگر ہم دیکھیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

محترمہ ریحانہ اسماعیل: 20-2019 کا اگر ضمنی بجٹ ہم دیکھیں تو 29 ارب 42 کروڑ 57 ہزار 120 روپے کا تھا، اس سال کا ضمنی بجٹ 109 ارب 11 کروڑ 83 لاکھ تین ہزار 141 روپے کا ضمنی بجٹ ہے جو کہ کافی زیادہ اماؤنٹ کا بجٹ ہے، یہ اگر ہم ہر سال اس طرح ضمنی بجٹ منظور کراتے رہیں گے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: .Order in the House, please عبدالسلام صاحب! اپنی سیٹ پر جائیں، دیکھیں چھ سیٹوں سے دور آپ کامران سے بات کر رہے ہیں، بات جو کرنی ہے تو قریب جا کر بیٹھ کر کان میں آدمی بات کرتا ہے، ہاؤس کے اندر یا لابی میں آدمی چلا جاتا ہے۔

محترمہ ریحانہ اسماعیل: ہر سال اگر ہم اسی طرح ضمنی بجٹ پاس کرتے رہیں گے، ضمنی بجٹ اگر کبھی کبھار ہو، مخصوص حالات کی وجہ سے ہو تو پھر ٹھیک ہے لیکن اربوں کے حساب ہم ضمنی بجٹ دیتے رہیں گے، اگر اس میں دیکھا جائے، اس سال انہوں نے محکمہ خوراک کے لئے 09 ارب 84 لاکھ پانچ ہزار روپے دیئے ہیں جس میں گندم کی درآمدات ہیں، اس پر Subsidy ہے، ہمارا ملک جو Agricultural land ہے، ہم اتنے اربوں روپے اگر درآمدات پر خرچ کرتے ہیں تو یہی رقم ہم یہاں پر اپنے ملک کی Production پر لگائیں، خود کو خود کفیل کریں بلکہ ہمیں درآمدات کی ضرورت نہ ہو، ہم برآمد کرنے کے لائق ہوں۔ اسی طرح اگر پولیس میں دیکھیں تو چھ ارب 09 کروڑ 62 لاکھ آٹھ ہزار روپے کا ضمنی بجٹ اس سال کا ہے، پچھلے سال 20-2019 کا 02 ارب 34 کروڑ 31 لاکھ 32 ہزار تھا جو پچھلے ضمنی بجٹ میں سب سے زیادہ بجٹ تھا، پولیس کے لئے رکھا گیا تھا، اس سال بھی دوسرے نمبر پر پولیس کا ہے، سالانہ بجٹ میں اگر ان کی Demand for grant اس سال کے لئے اگر دیکھیں تو 60 ارب 24 کروڑ 71 لاکھ 20 ہزار روپے ہے، اس کے باوجود بھی ان کو پھر ضمنی بجٹ کی ضرورت پڑتی ہے، یہ اربوں روپے کی منظوری ہاؤس سے لینا، میرے خیال میں یہ صحیح بات نہیں ہے، ہم اپنی چادر کو دیکھ کر اگر پیر پھیلائیں تو اچھی بات ہے، ہر سال اگر اسی طرح اربوں کھربوں کے ہم ضمنی بجٹ لائیں گے تو یہ کونسا طریقہ ہے؟۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات Complete ہو گئی؟

محترمہ ریحانہ اسماعیل: جناب سپیکر صاحب! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: Thank you very much محترمہ زینت بی بی صاحبہ، میں نمبر پر چل رہا ہوں، یہ سات نمبر آپ کا ہے۔ محترمہ زینت بی بی۔

محترمہ زینت بی بی: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِیمِ۔ شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ میں بجٹ پر ہی بات کرونگی، ہمیں موقع نہیں دیا گیا تھا، اس سے پہلے سات آٹھ دن سے میں نے انتظار کیا ہوا ہے، ہم بھی اپنے علاقے کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں پر جو حکومت کی طرف سے اچھے اقدامات کئے گئے ہیں ہم ان کو بھی سراہنا چاہتے ہیں مگر میں سب سے پہلے جو ہمارا بجٹ پیش ہوا، اپنی حکومت کو اور اپنے ہاؤس کے تمام ممبران کو مبارکباد دینا چاہتی ہوں، اپوزیشن کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے پختون روایات کو اور اپنے پارلیمانی اقدار کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑے تحمل سے یہ بجٹ سنا ہے۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میرے صوابی میں میرے علاقے میں باچا خان میڈیکل کمپلیکس کو جو ایم ٹی آئی کا درجہ دیا گیا ہے، اسے ہمارے علاقے میں جو صحت کی سہولیات ہیں، ان شاء اللہ اس میں کافی حد تک لوگوں کو ریلیف ملے گا، اس لئے کہ ہمارے لوگوں کو پشاور اور مردان جانا پڑتا تھا، صحت کی سہولیات وہاں پر نہیں ہوتی تھیں۔ اس طرح جو وویمن اینڈ چلڈرن ہسپتال جو ہے۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Order in the House, please.

محترمہ زینت بی بی: وویمن اینڈ چلڈرن ہسپتال جو ہے، یہ بھی ہماری حکومت کا بہت بڑا اقدام ہے کیونکہ ہمیں پرائیویٹ جتنی بھی کلینکس ہوتی تھیں ان میں ہماری بہنوں کو پھر جانا پڑتا تھا، اس لئے کہ ان کو وہ سہولیات اپنے ضلع میں میسر نہیں تھیں۔ اس کے ساتھ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے صحت کارڈ پلس میں یہ جگر کی پیوند کاری کا جو آئٹم رکھا ہے، اس سے بھی ہمارے لوگوں کو بہت زیادہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میڈم! ضمنی بجٹ پر بات ہو رہی ہے، آپ جنرل بجٹ پر شروع ہو گئی ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ جی، نگہت اورکزئی صاحبہ۔

محترمہ زینت بی بی: جناب سپیکر صاحب! مجھے موقع دیں اس لئے کہ میں نے اپنے علاقے کے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی بجٹ گزر گیا، اس بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں رہی، منسٹر جواب دیں گئے، چیف منسٹر جواب دے گئے، آپ پھر بجٹ کے اوپر بات کر رہی ہے، ضمنی بجٹ ہے، آج اس پر بات کریں۔ جی، نگہت اورکزئی صاحبہ۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: بہت شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ سب سے پہلے میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف بھی مبذول کرانا چاہونگی، (قطع کلامیاں) خوشدل خان صاحب، ہم

آپ کی تقریر بڑے غور سے سنتے ہیں، کنڈی صاحب، مہربانی کریں۔ جناب سپیکر صاحب! سب سے پہلے میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہونگی، وہ یہ ہے کہ یہ ہاؤس صوبے کی ایک کریم ہے، جب سی ایم صاحب یہاں پر چیف ایگزیکٹیو بیٹھا ہوتا ہے، اس کا مطلب ہے کہ پورا صوبہ یہاں پر بیٹھا ہوتا ہے، چاہے اپوزیشن ہے چاہے گورنمنٹ ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آئی جی صاحب گیلری میں نہیں تھے، بجٹ کے دن بھی، چیف سیکرٹری صاحب اپنی Lobbying میں لگے ہوئے ہیں کہ وہ وہاں پر پرنسپل سیکرٹری بن جائیں۔ سر، آپ مجھے روکیں گے نہیں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> Irrelevant بات نہ کریں، ضمنی بجٹ پر آئیں۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> یہ Irrelevant نہیں ہے، بہت Relevant بات ہے، بجٹ کے دنوں ان کو یہاں پر موجود ہونا چاہیئے تھا، جب چیف ایگزیکٹیو صاحب تقریر کر رہے تھے ان کو موجود ہونا چاہیئے تھا، یہ کیا بات ہے کہ انہوں نے ہماری اسمبلی کی بے توقیری کر دی ہے؟ میں بجٹ کی طرف آتی ہوں، میں آپ کی توجہ ایک اہم نکتہ کی طرف مبذول کروانا چاہونگی لیکن آپ لوگوں کی جو کمی ہے، وہ اس کو بھگتیں گے، پھر ہم سب لوگ بعد میں، بہر حال یہ ضمنی بجٹ جو انہوں نے ہم سے مانگا ہے، اس میں خوراک سب سے پہلے نمبر پر آتا ہے، جب خوراک کی بات آتی ہے، گندم کی بات آتی ہے جبکہ ہمارا تو زرعی ملک ہے، ہم کیسے یہ بات کر سکتے ہیں کہ خوراک کے لئے ہمیں Extra پیسوں کی ضرورت ہے، کیا زرعی ملک جو ہے، اس کی ایک Capacity ہے، اپنے لوگوں کے لئے وہ پوری نہیں کر سکتا؟ اگر وہ نہیں کر سکتا تو یہاں پر منسٹر ایگریکلچر بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان کو بتادوں کہ مہربانی کریں تمام ہاؤسنگ سکیموں کو اجازت نہ دیں، اس ملک کو زرعی ملک ہی رہنے دیں۔ دوسرا جناب سپیکر صاحب، پولیس کی بات آتی ہے، پولیس نے پانچ ارب 09 کروڑ 62 لاکھ آٹھ ہزار روپے Extra مانگے ہیں، مجھے یہ بتائیں، کیا پنجاب کی طرح ان کی تنخواہ زیادہ ہو گئی ہے یا Forensic lab بن گئی ہے یا ان کے راشن میں اضافہ ہو گیا ہے یا ان کو کوئی اور Facilities مل گئی ہیں؟ پولیس کی مد میں انہوں نے اتنے زیادہ پیسے مانگے ہیں، میں آپ کو بتاؤں کہ پچھلے چھ مہینوں سے چھ سو کیسز جو ہیں وہ پچھلے سالوں کے مقابلے میں زیادہ ہوئے ہیں، Street crimes بڑھ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بارہ ہزار مفرور دندناتے ہوئے پھر رہے ہیں جو کہ بہت اہم کیسز میں وہ مطلوب ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، یہ اس لئے نہیں ہے کہ ہماری پولیس جو ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پختون یار صاحب! اپنی سیٹ پر جائیں، اس کے بعد آپ کا نمبر ہے سپیچ کا، نگہت بی بی کے بعد آپ کا نمبر ہے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! یہ اس لئے نہیں ہے کہ ہماری پولیس وہ کوئی کام کرنے والی پولیس نہیں ہے، یہ اس وجہ سے ہے کہ جب ان کو راشن پانی، جو لوگ ائر کنڈیشنرز میں بیٹھے ہوتے ہیں، ان کو ان غریب پولیس والوں کا احساس نہیں ہوتا ہے جو باہر دھوپ میں کھڑے ہوتے ہیں، پورا دن ان کو اکیس روپے راشن کے لئے الاؤنس ملتا ہے جس میں اگر آپ دیکھیں تو سات روپے میں اگر آپ ایک پانی کا بوتل لیں، منرل واٹر وہ پندرہ روپے کی ہے، اگر آپ ایک دال کی پلیٹ لیں تو وہ تیس روپے کی ہے۔ جناب سپیکر صاحب! اس میں میرا خیال ہے، اکبر ایوب صاحب! ہماری بات کرنے کی ضرورت کیا ہے کیونکہ آپ سی ایم صاحب کے تمام ڈیپارٹمنٹس کو Deal کرتے ہیں اور وہ سی ایم کے ساتھ ہیں، میں نے یہ ریکویسٹ کی تھی، پچھلے آئی جی نے اس کو تین ہزار روپے کیا تھا لیکن تین ہزار بھی انہوں نے سفارش کی تھی، تین ہزار روپے بھی کافی نہیں ہے، Forensic Lab کوئی نہیں ہے، پولیس کی تنخواہیں پنجاب کے برابر نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ ان کو کوئی Facility نہیں دی گئی ہے، ہم سے پانچ ارب 09 کروڑ 52 لاکھ 08 ہزار روپے کیوں مانگ رہے ہیں؟ چھ سو سے زیادہ مقدمے وہ پچھلے پانچ مہینوں سے Untraceable ہیں۔ اس کے علاوہ بارہ ہزار مفرور دندناتے پھر رہے ہیں، Land grabbing زیادہ ہو گئی ہے، کسی کی زمین پر آواز کر دینا اور پھر اس پر کسی اور کی بدمعاشی کرنا کہ یہ زمین کوئی نہیں خریدے گا، جس میں لینڈ مافیا بہت زیادہ سرگرم ہے، اس میں سب کچھ ہے لیکن میں ان پولیس والوں کے لئے بات کر رہی ہوں، یہ جو بیٹھے ہوئے ہیں، پولیس والے ائر کنڈیشن کمروں میں اور وہ ان کے لئے بات نہیں کر رہے ہوں، میں ان لوگوں کے لئے بات کر رہی ہوں جو دھوپ میں اور سڑکوں پر بیٹھے ہوتے ہیں، ان کے لئے نہ پانی ہوتا ہے، نہ راشن ہوتا ہے، نہ کچھ اور ہوتا ہے، یہ تو اس بات پر آ گیا کہ انہوں نے ہم سے کیوں مانگے، ہمیں کوئی بتایا نہیں کہ یہ کیا کرنے جا رہے ہیں؟ پھر میں آتی ہوں جناب سپیکر صاحب، میں باقی پر بات نہیں کرونگی، میں محکمہ زراعت پر بات کرونگی۔ انہوں نے بھی ایک ارب 15 کروڑ 06 لاکھ روپے مانگے ہیں، جناب سپیکر صاحب، جب زراعت کوئی کام نہیں کر رہا ہے، زراعت میں انہوں نے کس مد میں پیسے مانگے ہیں؟ یہ بھی ہمیں پتہ نہیں ہے، جب ہمیں پاکستان کو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ گندم کے معاملے میں خود کفیل ہے، زرعی ملک ہے تو پھر انہوں نے یہ پیسے کس لئے مانگے ہیں؟ دوسرا، اعلیٰ تعلیم کے بارے میں انہوں نے ہم

سے 95 کروڑ 92ہزار روپے مانگے ہیں، کورونا کی وجہ سے تو تمام سکولز بند تھے، انہوں نے سکولوں میں کیا کیا ہے؟ جو وہ ہم سے زیادہ رقم مانگ رہے ہیں، میں دو دو لائنوں میں بات کرونگی، پھر آ جاتا ہوں۔ جیلخانہ جات کے لئے میں Agree کرتی ہوں کہ تمام جیلخانہ جات کو Upgrade کیا جائے، ان کو Facility دی جائے، اس کو میں سمجھتی ہوں، بالکل میں Agree کرتی ہوں، پھر میں جنگلی حیات کے بارے میں آ جاتا ہوں۔ (قطع کلامیاں) جناب ارمڑ صاحب! اگر آپ اپنی گپ سے فارغ ہو جائیں تو میری طرف بھی ذرا دیکھ لیں۔ یہ انہوں نے مانگے ہیں، محکمہ جنگلات کے لئے 30 کروڑ، محکمہ جنگلی حیات کے لئے 30 کروڑ 21ہزار روپے، سر، سب سے پہلے ان کو کہیں کہ اپنے پرائم منسٹر سے کہیں، سی ایم سے کہیں کہ جتنی بھی جنگلی حیات ہے، ان کے شکار پر پابندی لگائی جائے، ان کو Count کیا جائے، ہمارے پاس کونسی نا پید نسل ہے جو بالکل ناپید ہو رہی ہے، ان کی افزائش نسل کو بند کر رہی ہو؟ آپ مجھے کہتے ہیں کہ بند کریں، جناب عالی،۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> Windup کریں۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی</u> سر، پھر یہ کیا ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> Windup کریں۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> سر، Windup تو میں کرتی ہوں، ارمڑ صاحب جو ہے نا۔۔۔۔۔

(شور)

<u>جناب سپیکر:</u> کیا ہو گیا ہے؟

(شور)

<u>جناب سپیکر:</u> کیا ہوا ہے، میں نہیں سمجھا کہ کیا ہو گیا، ہوا کیا ہے؟

(شور)

<u>جناب سپیکر:</u> نگہت بی بی۔

(شور)

<u>جناب سپیکر:</u> نگہت بی بی، Chair کو Address کریں۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> سر، آپ لوگ نہ کسی کی۔۔۔۔۔

<u>Mr. Speaker</u>: Address to Chair.

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جب ان لوگوں کی نشاندہی ہوتی ہے، میں بالکل بولنا ہی نہیں چاہتی ہوں، میں بولنا ہی نہیں چاہتی ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، خیر ہے بولیں اور اپنی بات کو Windup کریں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں بولنا چاہتی ہوں، نہیں بولنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ممبر Chair کو Address کرتا ہے، منسٹر کوئی سنے یا نہ سنے لیکن پارلیمنٹری منسٹر سن رہا ہے، آپ بات مکمل کریں، اپنی بات کو Complete کریں۔

(شور)

جناب سپیکر: نگہت بی بی! آپ بات Windup کر لیں۔ جناب صلاح الدین صاحب۔

(تالیاں)

جناب صلاح الدین: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ تھینک یو، جناب سپیکر۔ ضمنی بجٹ کا Up and down ہونا کوئی نئی اور انہونی بات نہیں ہے لیکن جو یہ ہمیں دے رہے ہیں، اس پر ہمیں Concerns ہیں، And we wonder why their estimates are so unpractical or not in conformity with ground reality، جناب سپیکر، ہم سب سے پہلے پولیس کو ہی لے لیتے ہیں، پولیس کے لئے یہ چھ ارب نو کروڑ اور اس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ نئے ضم شدہ اضلاع میں ان کو یہ سوچ نہیں تھی، پہلے یہ پچھلے سال کی بات ہے، Twenty fifth amendment کب پاس ہوئی تھی، کیا یہ ان کے لئے تیار نہیں تھے، ان کی سوچ نہیں تھی؟ جناب سپیکر، اب اشیاء ضروریہ بھی میرے علاقے بڈھ بیر پولیس سٹیشن یہ ایک لاکھ 50 ہزار کی آبادی کے لئے ہے، وہاں پر صرف ان کے پاس دو پولیس موبائل ہیں اور وہ بھی چلنے کے قابل نہیں ہیں، نہ ان کے پاس تیل ہوتا ہے، پھر یہ اشیاء ضروریہ کس کے لئے ہوتی ہیں، کیا صرف افسروں کی اور بیوروکریسی کی شاہ خرچیوں کے لئے ان کو رقم چاہیئے؟ اس طرح ابتدائی وثانوی تعلیم کے لئے یہ ایک ارب مانگ رہے ہیں، جناب سپیکر! جب میں Elect ہوا تھا، تب سے تین ایسے سکول تھے جو ایف سی کے زیر قبضہ تھے، وہ توان سے چھڑوالئے تھے لیکن ابھی تک وہ Functional نہیں ہیں، ان کو Restore نہیں کیا جا رہا، ہمیں بھی شرم آنے لگی کہ بار بار اس Floor پر کہتے ہیں، کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، Non seriousness کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے۔ اس طرح میرے علاقے میں سکولوں کی یہ حالت ہے، گرلز جی جی پی ایس شیخ محمدی میں صرف ایک کمرہ ہے، ڈھائی سو بچیاں وہاں

پڑھتی ہیں، وہاں پہ نو ٹیچرز ہیں، ان کے لئے کوئی واش روم تک نہیں ہے، ان کو چاہیئے کہ زیادہ رقم دی جائے اور یہ زیادہ رقم کہاں جاتی ہے؟ اس طرح Moving forward۔ پھر کہتے ہیں، محکمہ افزائش حیوانات، اب اس کو 70 کروڑ، وہ تو مجھے کوئی نظر نہیں آرہا، صرف پچھلے سال یہ ہوا تھا، یہ بات انہوں نے کی تھی کہ 50 لاکھ گھر ہونگے، ایک کروڑ نوکریاں ہونگی، آخر میں وہ کٹے بچھڑے مرغی اور انڈوں پر وہ ختم ہو گیا، یہ 77 کروڑ مرغیوں اور انڈوں کے لئے انہوں نے رکھے ہیں، ان کو یہ پہلے معلوم نہیں تھا؟ باقی اخراجات تو ان کو معلوم تھے نا۔ اس طرح پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے لئے یہ اضافی رقم مانگ رہے ہیں، انہوں نے اضافی رقم خرچ کی ہے لیکن میرے علاقے اضاخیل میں آج بھی لوگ گدھا گاڑیوں پر وہ گیلن لئے ہوئے پھر رہے ہیں، چونکہ میں ایک ایسے علاقے سے ہوں کہ جہاں سے جو ایکس ایم پی اے ہے وہ بڑا Strong ہے، ان کو اگر زیادہ رقم چاہیئے تو پھر میرے علاقے میں یہ محرومی کیوں ہے؟ پھر تو ناانصافی ہوئی، جب اضافی رقم بھی خرچ کرتے ہیں لیکن میرے علاقے اضاخیل کے لئے نہیں، میرے علاقے تنی کے لئے نہیں، میرے علاقے ماشو خیل کے لئے نہیں، کتنے افسوس کی بات ہے۔ اس طرح محکمہ آبپاشی ایریگیشن کے لئے 56 کروڑ یہ زیادہ مانگ رہے ہیں، یہ میں نے Annual budget میں بھی کہا تھا لیکن مجھے جواب بالکل نہیں ملتا، وہاں پر 2017ء میں چیف منسٹر نے ایک بورڈ لگایا تھا، اب بھی وہ بورڈ جوتوں کے ہار کے ساتھ وہاں پر موجود ہے لیکن اوچ نہر میں آج تک پانی نہیں آسکا، جناب سپیکر! اس کے لئے ہم ایریگیشن کے آفیسرز اور آفیشلز کے پاس بھی چلتے ہیں، ان کے جو منسٹر صاحب تھے، ان سے بھی بات ہوئی لیکن ابھی تک چار سال ہو گئے کہ اوچ نہر میں پانی نہیں آرہا، آج بھی وہاں پانی نہیں ہے، آج بھی وہاں کے کسان میرے پاس آئے تھے لیکن افسوس کی بات ہے، زیادہ رقم خرچ کرتے ہیں لیکن ترقی ان سے نہیں ہوتی۔ اس طرح بہبود آبادی کے لئے انہوں نے Contraceptive لئے ہیں، یہ تو پہلے شرم کی بات ہے، انہوں نے اس پر 22 کروڑ Contraceptive پر یہ کہاں گئے ہیں؟ اس کی انہوں نے کوئی تفصیل فراہم نہیں کی، یہ کس طرح کا Contraception یہ Provide کر رہے ہیں؟ اس کا بھی ذرا۔۔۔۔

<u>Mr. Speaker</u>: Windup, please.

<u>جناب صلاح الدین</u>: تھینک یو، بس صرف یہ تھا کہ میرے علاقے کے جو مسائل ہیں، اگر یہ زیادہ خرچ کر رہے ہیں تو یہ پھر پی کے 70 اور پی کے 71 میں ہمیں کیوں نظر نہیں آجاتا؟ بڑی مہربانی۔

<u>جناب سپیکر</u>: تھینک یو، صلاح الدین صاحب۔ جناب نثار خان صاحب۔

(شور)

جناب نثار احمد: جناب سپیکر صاحب! ډیره مننه، شکریه۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker: No cross talks please, Fazal e Elahi Sahib, please.

جناب نثار احمد: اول خو ډیر په معذرت سره په دې ضمنی بجټ چې کوم مونږ ته تاسو 19 پوائنټس ښودلی دی نو پکار دا ده چې مونږ ته پوره پوره د خبرې کولو حق ملاؤ شی، دا بار بار راپسی چې Windup کړه نو بیا تاسو مونږ ته ولې فلور راکوئ؟ په دې باندې به مونږه وضاحت کوؤ او وضاحت به د دوئ نه غواړو، زه لهذا درخواست کوم چې دا پوائنټس چې باید مونږه پوره اووئیلې شو، دلته مونږ او تاسو چې کوم اضافی رقم غواړو د بجټ نه وروستو چې تاسو ته ضرورت دے، خاص کر په محکمه خوراک کښې او هغې کښې هر کال د خدائے د طرف نه اخر کښې یو داسې دغه راځی چې زما دا انتظامیه او هغه وزارت د هغوی ډیرې مزې شروع شی۔ په دیکښې نهه اربه او څلور اتیا لکهه او پینځه زره روپئ ئے خرچ کړی دی، مونږه احتجاجونه کړی دی، مونږه تاسو ته په ریکارډ راوستی دی چې زمونږه چینی، کوم ئے چې په سبسډی کښې راکول، کوم چې غنم وو، کوم چې څه وو، هغه واپس په مارکیټ کښې خرڅ شوی دی نو که دغه پیسې تاسو د دې د پاره ورکړې وی چې هغه دوباره مارکیټونه ته لاړ شی نو پکار دا ده چې په دغه باندې تاسو سوچ اوکړئ او دوئ ته اضافی پیسې د دې منظوری ور نه کړی، دا د هغوی جیب ته نیغ په نیغه تلې دی، ځان ته ئے خپله سوداګری کړې ده، عوامو ته پکښې هیڅ فائده نه ده ملاؤ شوې۔ دغسې د پولیس په حواله باندې چې په New merged areas کښې زه به د ضلع مهمند اووایم چې زما پولیس ماورائے عدالت د کورونو نه خلق اوباسی، پیسې واخلی، عدالت فیصله نه وی کړې، کور خالی کړی او بیا دا وائی چې زه اضافی پیسې غواړم ځکه چې زما د پټرولنګ او د دې د پاره لګیدلې وی، نو لهذا یو طرف ته هغه خرچ کوی، بل طرف ته په هغې باندې خپل جیبونه ډکوی۔ دا واقعه اوس په مهمندو کښې شوې وه، پریس کانفرنس شوے دے، احتجاجونه شوی دی، تر اوسه پورې د پولیس محکمې د هغوی نه دا تپوس نه دے کړے چې ما ورائے عدالت د کور نه څنګه کسان اوباسی، په هغې باندې به ئے هم اضافی پیسې لګولې وی او دا

خرچه به ئے ښودلې وی چې ما Movement کړے دے۔ دغه شان د سړکونو د مرمت خبره ده، تاسو ورشئ زمونږه حالات اوګورئ، د دې سړکونو کهنډرات دی، یو پیسه په مرمت نه ده خرچ شوې خو بیا هم دلته دوئ ځان ته پیسې غوښتې دی، دا پیسې په اربونو روپو کښې چرته روانې دی، لهذا باید چې دا سې پیسې په قوم مزید بوجه دے چې دا وانه چولې شی۔ دغسې په ابتدائی تعلیم کښې زما په حلقه کښې دا سې سکولونه شته چې په هغې کښې هلکان او جینکئ مشترکه په یو یو کمره کښې ناست وی، دې خوا یو کمره کښې جینکئ دی او یو طرف ته که دا اضافی رقم راغلے وی نو دومره نه وی چې زما دې بچو د پاره ئے بیله کمره جوړه کړې وے، هغه د کمرې هغه پیسې چرته لاړې؟ دغه پیسې په خپل دغه باندې ئے خرچ کړې دی، بلکه زما په محکمه کښې، زما په ضلع کښې په ایجوکیشن محکمه کښې یو کلاس فور ئے مړ ښودلے دے او بل ئے پرې بهرتی کړے دے، بیا ئے د هغه مور له پینشن ورکړے دے، نو دغه خلقو له تاسو اضافی پیسې ورکوئ، دا په اضافی دغه باندې خرچ کول کوی۔ دغسې په ایډمنسټریشن آف جسټس باندې زه دیکښې ډیر افسوس کوم، د خپلې ضلعې په حواله وایم چې هلته ډیر عجیبه جسټس دے او د هغوی د پاره چې کومې پیسې مقرر شوې دی، تاسو اضافی په دې باندې په کهلی کچهری او په دې باندې خرچ کړې، په هغې کښې کوم انصاف ملاویږی نو زما یقین دے چې دغه تاسو اوګورئ نو هغوی ته دغه پیسې ورکول هم په دې عوامو ظلم دے، په عوامو باندې دا ظلم اچول نه دی پکار۔ په محکمه زراعت کښې زه ډیر په معذرت سره دا خبره کوم، منسټر صاحب دلته ناست وو، غالباً چې اوس نشته دے، زما په زراعت کښې چې دوئ وائی چې New merged کښې زه د زراعت د کهیتی باړی د پاره چې کوم اوزار ورکوم، دوه ټرکه اوزار راغلے دے، هغه ضلع مهمندو ته نه دے رسیدلے، په ضلع چارسده کښې په اټکی کلی کښې خالی شوے دے او واپس هغه خرڅ شوے دے په دکاندارانو باندې، ځومره د افسوس خبره ده، دا هغه اضافی پیسې دی چې تاسو ورته ورکړې دی او اضافی پیسې واپس مارکیټ ته لاړې، دا د ثبوتونو سره موجود دی، بیا په پبلک هیلتھ کښې چې کومه غټه ګهپله په هغې کښې کیږی، اضافی پیسې تاسو نه غواړی او د سروے په مد کښې یو څه وائی او

بل څه تاسو ته وائی چې مونږه هلته لاړو، دلته لاړو او دا اضافی پیسې خرچ کول غواړی نو زه تاسو ته ښودلے شم چې زما د پبلک هیلتھ محکمې د ضلع مهمند یو سب انجنیئر په پیښور کښې ځان ته بنګله اخلی، د هغه تنخواه پنځویشت زره روپئ نه تر دیرشو زرو روپو پورې ده او هغه ځان ته په پیښور کښې بنګلې جوړوی، دا هغه اضافی رقمونه دی چې تاسو ئے ورکوئ او دا صوبه ئے ورکوی او هغه تاسو ته Show کوی او په کاغذ جمع خرچ راځی۔ اشتیاق صاحب ته خو راروان یم، د ده محکمه لا وروستو ده، دا د جنګلی حیات چې اشتیاق صاحب اکثر د اوریدو کوشش هم نه کوی، د دوئ نه د New merged په حواله باندې تپوس کوؤ چې تر اوسه پورې چې دوئ وئیل چې مونږه اضافی رقم ورکوؤ، هغه تیستونه ئے اوکړل، خلق ئے راوستل، تر ننه پورې ئے هغه خلق په Job باندې نه کړل، هغه سټاف ئے بیا واپس راوستو، هغه مخکښې پیسې ئے په څه باندې خرچ کړې او بیا دا څه کوئ چې د دوئ محکمه دومره لوئے۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Windup, please.

جناب نثار احمد: ګهپلې کیږی، په تاریخ کښې دا یو داسې محکمه ده چې د دې کرپشن تر اوسه پورې چا نه دې معلوم کړے، ځکه وائی چې اونه اوچه شوه، زمونږ په سړک باندې ئے اونه کرلې ده، نن هغه سړک دوباره جوړیږی، اونې اووتلې او کروړونه روپئ خرچ شوې، دغه اضافی رقم وو، بیا په هغې کښې چې کله په محکمه کښې پنځوس ایکړه ځائے اولیکی نو بیا په څلویښت ایکړه کښې کار کوی، لس ایکړه زمکه باندې هم داسې ځان ته هغوی Charges درې کاله اخلی نو دا هغه اضافی رقمونه دی چې تاسو په دې قوم باندې بوجھ اچوئ او دا بیا، په هغه محکمه مواصلات و تعمیرات چې ده۔۔۔۔

ایک رکن: جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب نثار احمد: جواب به بیا ته خپل راکوې کنه، جواب به تاسو راکوئ، که تاسو زمونږ دا دغه نه اورئ نو بیا (شور) دا مواصلاتو کښې چې دی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نثار خان! ذرا سپلیمنٹری بجٹ پر بات کریں۔

جناب نثاراحمد: سپلیمنټری بجټ باندې بحث کوم کنه، په دې پوائنټ روان یم، که د سپلیمنټری بجټ نه بهر یم نو بیا به مونږ نه راځو۔

جناب سپیکر: Windup کریں نا۔

جناب نثاراحمد: جناب سپیکر صاحب! پلیز۔

جناب سپیکر: غصہ نہ کریں۔

جناب نثاراحمد: مونږ ته د دې حق حاصل دے چې مونږ دلته د خپل قوم خبره اوکړو۔

جناب سپیکر: مسکرا کر بات کریں، غصہ نہ کریں۔

جناب نثاراحمد: په مواصلاتو کښې تاسو اوګورئ جی، تاسو راشئ تاسو زما د سی اینډ ډبلیو حالات اوګورئ، تاسو زما سړکونه اوګورئ، تاسو زما د بلونو پاس کولو طریقه کار اوګورئ او بیا دلته اضافی چې کوم مو ورکړی دی، هغه نن ترینه Lapse کیږی، اضافی رقم غواړی، څومره د افسوس خبره ده چې اضافی رقم غواړی او خپله اے ډی پی ترینه هم Lapse کیږی روانه ده۔ دغسې دا زمونږه چې کوم دی، خصوصی تعلیم باندې چې دستکاری ده پکښې، د معذورو د پاره بالکل زما په ضلع کښې هیڅ نشته دے، که د دې د پاره څه وی نو هیڅ زما ضلعې ته څه کار نه دے شوے نو دا پیسې چرته لاړې؟ مونږ ته ئے اوښایئ-----

Mr. Speaker: Thank you.

جناب نثاراحمد: پکار دا ده چې مونږ ته ئے اوښایئ چې ستا ضلع کښې څومره لګیدلې دی په دې باندې-----

Mr. Speaker: Thank you-

جناب نثاراحمد: زه جی دې ته راځم بیا په دې، په دې 17 نمبر پوائنټ کښې زه به ئے نوم نه اخلم خو دویشت کروړه روپئ تاسو د یو سودا د پاره ورکړې دی، ډیر افسوس دے چې هغه لاړې، اوښایئ چې دا پیسې ولې تاسو ته په دریو میاشتو کښې د دویشت کروړو روپو ضرورت څنګه پیدا شو چې تاسو بیا په هغې کښې اضافی بجټ غوښتے دے؟ تاسو مهربانی اوکړئ لږ دغه خپل پوائنټس پخپله اوګورئ او بیا پرې سوچ اوکړئ چې تاسو دا پیسې کوم طرف ته لګولې دی؟ د محکمه بهبود آبادی-----

(جناب ڈپٹی سپیکر، محمود جان مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> خوشدل خان صاحب! سوری، نثار مہمند صاحب! ستاسو ډیر ټائم اوشو، Windup کړئ جی۔

<u>جناب نثاراحمد:</u> چې ډیر ټائم اوشو نو بیا به ما نکتې نه لیکلې، چې کوم مو لیکلې دی۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> Windup کړئ جی، تاسو خو پوره۔۔۔۔۔

<u>جناب نثاراحمد:</u> جناب سپیکر صاحب! زه به خپله خبره راغونډه کړم۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> یو منټ کښې ئے Windup کړئ جی۔

<u>جناب نثاراحمد:</u> زه به خپله خبره راغونډه کړم خو په دې یو ټپه باندې به ئے راغونډوم۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> یو منټ کښې ئے Windup کړئ جی۔

<u>جناب نثاراحمد:</u> وائی چې:

ے زه به ستا کومه، کومه نیک نامی یادوم
چې هره سوړه د ګندم ژړا راځی

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> شکریہ۔ جناب خوشدل خان صاحب۔

<u>جناب خوشدل خان (ایڈوکیٹ):</u> بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر صاحب! ډیره مننه، ستاسو ډیره شکریه۔ یہ بجٹ جو ہے جس طرح منسٹر صاحب نے فرمایا کہ آرٹیکل 124 کے تحت اس کو پیش کیا جا رہا ہے لیکن میں اس کے ساتھ ایک بات کرونگا کہ آرٹیکل 124 جو ہوتا ہے وہ Subject to the Law and Procedure ہوتا ہے، اس میں انہوں نے جتنی بھی رقوم جاریہ میں یا ڈیویلپمنٹ میں Mention کی ہیں، اس کی Justification کوئی نہیں دی گئی ہے کیونکہ Annual budget میں Justification کی ضرورت نہیں ہوتی، ہم Estimate لگاتے ہیں کہ اتنا خرچہ ہوگا، اس طرح ہوگا لیکن یہاں پر Justification اس لئے ضروری ہے کہ انہوں نے خرچ کیا ہے، ان کو جب ضرورت پڑ جائے تو کیوں ضرورت پڑ گیا؟ آیا آگے Estimate کم تھا یا آپ نے کوئی زیادہ نئے منصوبے شروع کئے ہیں؟ دوسرا یہ ہے کہ آرٹیکل 124 میں دو قسم کے بجٹ ہوتے ہیں، ایک سپلیمنٹری

بجٹ اور ایک Excess budget، ابھی اس کتاب میں جو انہوں نے سپیچ کی ہے یا جو ہمیں دیا گیا ہے، اس میں سپلیمنٹری ڈیمانڈز جو ہیں، اس میں یہ چیز نہیں لکھی گئی ہے، اس میں سپلیمنٹری بجٹ کونسا ہے؟ سپلیمنٹری بجٹ اور Excess budget میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے، ان کی Requirements بھی علیٰحدہ ہوتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح میں نے عرض کر لیا ہے کہ اس میں آرٹیکل 24 ہے لیکن Subject to the Law and Rules اس کے لئے تو Law ابھی تک انہوں نے Frame نہیں کیا ہے، البتہ رولز جو ہیں، ہمارے General Financial Rules ہوتے ہیں اور وہ فیڈرل گورنمنٹ کے، That are applicable to the all provinces اور وہ Notify ہو چکے ہیں۔ اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ ہم Supplementary grant کے لئے Apply کر سکتے ہیں، Excess کے لئے بھی کر سکتے ہیں لیکن اس کے لئے وہاں پر انہوں نے Procedure lay down کیا ہے اور وہ Procedure آپ کو Follow کرنا ہوتا ہے۔ Procedure یہ ہے، اس میں یہ ہے کہ آپ ان کو Justification بھی دیدیں گے، جب وہ آپ کو Grant کر لے، فنانس منظوری دیدے تو پھر You have to place before the Assembly، یہ نہیں لکھا گیا ہے کہ آپ سال کے آخر میں Regular budget کے ساتھ یا Annual budget کے ساتھ پیش کریں، یہ ایک قسم کی Irregularity ہے، اگر اس کو Rectify کیا جائے تو یہ بہتر ہوگا۔ مزید اس میں یہ Irregularity نہ آئے اور جو Irregularity آئی ہے، یہ نہیں ہونی چاہیئے۔ جب بھی کسی ڈیپارٹمنٹ کو فنڈ کی ضرورت ہوتی ہے، خواہ وہ سپلیمنٹری فنڈ ہوتا ہے، Grant یا وہ Excess جاتا ہے تو یہ فوراً اسمبلی کے Floor پر لانا چاہیئے، یہاں سے منظوری لینی چاہیئے۔ سر، اب انہوں نے جو ڈیویلپمنٹ فنڈ کے بارے میں لکھا ہے، صرف یہاں پر تین چیزیں دی ہیں، وفاقی حکومت نے پی ایس ڈی پی سکیموں کے لئے 17 ارب روپے، دوسری صوبائی سکیموں کو مکمل کرنے کے لئے یا ان پر کام تیز کرنے لئے اضافی رقم 12 ارب، یہ تقریباً 30 ارب بنتی ہے، اب یہی میں عرض کروں کہ یہ Un-justified ہے، ان کے پاس کیا ضرورت پڑ گئی ہے، کیا انہوں نے کوئی نئے کام شروع کئے ہیں؟ جو Excesses تھے یا سپلیمنٹری جو انہوں Estimate لگایا تھا، اس میں کچھ کمی آ گئی ہے، یہ ذرا Irregularity ہے۔ باقی میں اس میں ایک چیز ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو بجلی وغیرہ کے اخراجات کی مد میں مجموعی طور 69 کروڑ 65 لاکھ وغیرہ جو ہے، یہ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر محکمہ پبلک ہیلتھ بجلی کے اخراجات میں

انہوں نے اضافی Claim کیا ہے، وہ 65 ہے، کیا وجہ ہے؟ آیا انہوں نے وقت پر بجلی کے بل ادا نہیں کئے ہیں یا گاؤں میں یا جس ایریا میں ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں، ان کی بجلی کا بل ہے، کیا وجہ ہے؟ اگر یہ ان کی دیہاتوں میں ہیں یا کسی نے بل In time جمع نہیں کئے ہیں تو پھر اس کی ذمہ داری کس پر آتی ہے؟ آخر ان افسروں کے بارے میں آپ لوگوں نے کیا ایکشن لیا ہے جو لینا چاہیئے کہ بھائی آپ کی Negligence کی وجہ سے ہوا یا کیا وجہ ہے؟ اب آپ لوگوں کو یہ وجہ ہاؤس کو بتانا چاہیئے کیونکہ آپ ہم سے اضافی فنڈ مانگ رہے ہیں، آپ Supplementary grant مانگ رہے ہیں، ہمیں بتادیں کہ کہاں پر Flaw ہے، کہاں پر قصور ہے، کہاں پر کمی ہے؟ بس دوسری بات یہ ہے کہ میں ایجوکیشن کے بارے میں ہمارے پختونخوا صوبے میں آٹھ بورڈز ہیں، اب آٹھ بورڈز میں سے صرف ایک بورڈ کا Controller of examination ہے، سات کے نہیں، یہ بھی اچھی بات نہیں ہوتی، جب آپ ہم سے Claim کرتے ہیں تو پھر کم از کم وہاں پر جونیئر آفیسر کام کر رہے ہیں جس طرح آپ پولیس کے لئے Claim کر رہے ہیں، ٹھیک ہے آپ Claim کر لیں، زیادہ پیسے ان کو دیدیں لیکن جب ان سات DIGs کی پوسٹ خالی پڑی ہوئی ہیں آفیسرز کی، تو آخر یہ کب تک خالی رہیں گی؟ پھر ہماری Law and Order situation کا بھی بحران ہوگا۔ میں ہاؤس کے سامنے یہ گزارشات رکھتا ہوں، منسٹر صاحب کو بھی کہ یہ جو Irregularity ہے، مہربانی کر کے آپ اس کو ختم کر لیں، اس پر ذرا کام کر لیں۔ Thank you very much.

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: شکریہ، خوشدل خان صاحب نے جس طرح ضمنی بجٹ پر بات کی، میں تمام آنریبل ممبرز سے یہی ریکویسٹ کرونگا کہ وہ ضمنی بجٹ پر ہی بات کریں، تھینک یو۔ جناب وقار احمد خان صاحب۔

<u>جناب وقار احمد خان</u>: شکریه، جناب سپیکر صاحب! تاسو ما له په ضمني بجټ باندې د خبرو موقع راکړه۔ زما ملګرو او مشرانو تفصیلي خبرې اوکړې جی، جناب سپیکر صاحب! د اتلسم ترمیم نه وروستو پکار دا ده چې هره صوبه خپل ترجیحات مقرر کړی، د خپل آمدن د سیوا کیدو، نو زمونږ صوبې له هم پکار ده چې مونږ له په کوم مد کښې مخکښې تلل پکار وو چې هغه ترجیحات راوړاندې کړو او په هغې کښې زیات Potential زمونږ چې دے نو هغه په Energy & Power کښې دے او په ټورازم کښې دے، دا دوه مدونه داسې دی چې په دیکښې مونږه خود کفیل هم یو او مونږه ئے بل له هم ورکولې شو۔ زه چې دا ضمني بجټ ګورم، Ups & downs راځي، کمی زیاتی راځي، زیاتې خرچې

کیږی، دا څه نوې خبره نه ده خو دا یو فکر په دیکښې Quote کوم جی، دا کومې خرچې چې شوې دی Excess نو په دیکښې زمونږه ډیپارټمنټس کمزورتیا شامله ده، پکار دا ده، زمونږه ډیپارټمنټس چې کله سالانه بجټ جوړوی نو که کروړ دوه کروړه سیوا حساب ورکړی خو پکار نه ده چې دومره Excess ورکړی، بیا په اربونو روپئ زمونږ نه زیاتې لګی او بیا خبره ده چې پیسې وی او په عوامو اولګیدې۔ جناب سپیکر صاحب! دا څه بده خبره نه ده، هغه خبره چې قرض وی نو اولګیدو خو زما په دیکښې دا تجویز دے، پکار ده چې ډیپارټمنټس کله بجټ جوړوی، فنانس منسټر صاحب هم ناست دے، پکار ده چې مونږ Excess په هغه ټائم اوښایو، که مونږ سره پاتې شی نو بیا به دا زمونږ Saving شی خو د بد قسمتئ نه مونږه Saving نه کوؤ، هغه خبره همیشه مونږه Excess show کوؤ، په دیکښې یو دوه پوائنټونه داسې دی چې یو District non-salary ده، پانچ ارب تین کروړ روپئ، جناب فناس منسټر صاحب ناست دے چې دا Non-salary کومو ضلعو ته تلی دی، په کوم مد کښې تلی دی او څنګه لګیدلی دی؟ او یو دا متفرق اخراجات ئے ورکړی دی، 86 کروړ 70 لاکھ روپئ دی، لکه دا نورې ټولې محکمې لیکلې شوې دی خو دا متفرق چې Something دی، د دې متفرق دا Explanation خامخا پکار دے چې دا متفرق چرته تلی دی؟ جناب سپیکر صاحب! بل زما یو دا تجویز دے، د هاؤسنګ منسټر صاحب ناست دے، ستاسو په توسط باندې د هاؤسنګ سکیمونه شروع شوی دی او نوی نوی په مخه اعلانات کیږی خو که تاسو اوګورئ د دیرشو او څلویښتو کالو نه زاړه سکیمونه د هاؤسنګ دی او هغه *جوں کے توں* دی، زه به د ریګی للمه ماډل ته لاړ شم، زه به خپل سوات ته لاړ شم، ایس ډی اے ته پکار دا ده چې دغه سکیمونه Complete شی او دغه Attractive شی چې خلق دې طرف ته رجوع اوکړی، نو عاجزانانو د دیرش دیرش کاله، څلویښت څلویښت کاله ئے اوشو، پیسې ئے ورکړې دی، پلاټونه ئے اغستی دی او په هغې کښې تر اوسه پورې ډیویلپمنټل کارونه نه دی شروع شوی۔ جناب سپیکر صاحب! په دې ثانوی تعلیمی بورډ، محکمه ابتدائی و ثانوی تعلیم کښې ایک ارب روپئ دی، ما په 2018ء کښې سوال شروع کړے دے، زما درې سکولونه هلته کښې دی جناب

سپیکر صاحب! یو په 2013ء کښې Complete شوے دے، د ماشومانو د جینکو د لسم، هغه تر اوسه پورې په دې درې کاله کښې Start نه شو، یو د ماشومانو د جینکو سکول دے، په 16-2015ء کښې ئے ټینډر شوے دے، په هغې کار شروع نه شو، یو په 2016ء کښې په کنټونمنټ بورډ کښې راغلے دے، د هلکانو سکول او ماشومان چې دی، هغوی ئے د هغه سکول نه ویستلی دی د بلډنګ نه، او تر اوسه پورې هغه بلډنګ جوړ نه شو، نو ښه خبره ده چې پیسې زیاتې غواړی خو زما به منسټر صاحب ته دا خواست وی چې په کومو حلقو کښې محرومئ دی، که هغه د اوبو په شکل کښې دی، که د تعلیم په شکل کښې دی، که د روډونو په شکل کښې دی، هغه محرومئ چې دی، اپوزیشن چې دے، هم د دې صوبې دے، هم د دې خاورې دے، هم د دې وطن دے، مونږه ورونړه یو، چې دا خبره ده، یو جرګه راغونډه شوې ده، دلته چې په دې جرګه کښې چې څه تقسیمړی نو پکار ده چې څنګه ټریژری بینچز ته تقسیمړی دغه شان اپوزیشن ته هم هغه شان حصه ورکړے شی، په هغوی عوامو هم اعتماد کړے دے او دا خلق ئے رالیږلی دی د خپل کار د پاره، دا تاثر ورکول چې دا اپوزیشن دے، دوئ به مونږ د دې دیوال سره لګوؤ، دا ډیره ناجائزه ده۔ زما په حلقه کښې د اوبو هم ډیر ضرورت دے او خاص کر ډګری کالج واحد د جینکو او په هغې کښې چې دے نو د اوبو غټه مسئله ده، جینکئ ماشومانې دی، هلته کښې ټیچرانې دی، بل طرف ته نه شی تللې، نو زما ستاسو په توسط فنانس منسټر صاحب ته دا خواست دے چې هغه سکول ته، هغه کالج ته دې Facilities ورکړی، هغه ماشومانو ته د اوبو نه بغیر ژوندون ګران دے، تاسو ته ښه پته ده۔ داسې زمونږه ډاکټر خان شهید ډګری کالج دے، په هغې کښې Facilities نشته، ځائې په ځائې پکښې بلډونګونه پکار دی او واحد دغه کالج دے، دوه کالجونه دی او آبادی زمونږ ډیره ده۔ داسې نور ډیر مسائل دی، د فوډ په حواله به راشم جی، دلته کښې زما خیال دے، اوس اکبر ایوب صاحب نشته او زمونږه د انډسټریز منسټر هم نشته، په نومبر کښې زما د حلقې کسانو پیسې جمع کړې دی، ما چیف منسټر صاحب ته هغه بله ورځ Application هم ورکړے دے، وئیل ئے چې زه به وینا اوکړم، په کروړها روپئ دی او د پنجاب سره پرتې دی او اووه اته میاشتې اوشوې، دا

خبره بار بار ما دهراؤ کړه، پکار دا ده چې هغه پیسې هغه عاجزانانو ته ملاؤ شي، غریبانان دی، راغونډ شوی دی، ټولګی ئے جوړ کړی دی یسې ئے ورکړې دی، هغه پیسو پسې ئے خپل پیزار اوشلیدو، زه به ستاسو په توسط، لس ورځې ټائم اکبر ایوب صاحب وئیلی وو، تر اوسه پورې هغه لس ورځې پوره نه شوې، نن یوه میاشت اوشوه، هغه عاجزانان اوس هم خوار و زار دی۔ زه ستاسو ډیره شکریه ادا کوم چې تاسو ما له موقع راکړه۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب احمد کنڈی صاحب۔

جناب احمد کنڈی: شکریہ جی۔

مر بھی جاؤں تو کہاں لوگ بھلا ہی دینگے
لفظ میرے، مرے ہونے کی گواہی دینگے
عکس خوشبو ہوں بکھرنے سے نہ روکے کوئی
اور بکھر جاؤں تو مجھ کو نہ سمیٹے کوئی
بخت سے کوئی شکایت ہے نہ افلاک سے ہے
یہی کیا کم ہے کہ نسبت مجھے اس خاک سے ہے
بزم انجم میں قبا خاک کی پہنی میں نے
بزم انجم میں قبا خاک کی پہنی میں نے
اور میری ساری فضیلت اسی پوشاک سے ہے
رکھا ہے آندھیوں نے ہی ہم کو کشیدہ سر
ہم وہ چراغ ہیں جنہیں نسبت ہوا سے ہے

جناب سپیکر! سپلیمنٹری بجٹ کے اوپر گفتگو ہو رہی ہے، میرے اپنے الفاظ میں اس کو میں کہتا ہوں کہ یہ Variation ہے، Appropriation ہے، جو Estimation ہم کرتے ہیں، یہ اس کے Against جو ہمیں بجٹ چاہیئے، آرٹیکل 124 کے حساب سے گورنمنٹ کا Right ہے، وہ استعمال کرتی رہی ہے۔ میں صرف دو چیزوں کے اوپر بات کرنا چاہتا ہوں، سب سے زیادہ جو ان کا Current expenditure ہے، وہ فوڈ کی مد میں ہے، Subsidies ہیں، Nine billions سے زیادہ انہوں نے لگائے ہیں، بار بار تین سالوں سے ہم یہ Repetition کر رہے ہیں۔ دیکھیں، اس صوبائی گورنمنٹ کو اپنی

Priorities fix کرنا پڑیں گی، بڑی Clear آٹھ سال ان کو اس حکومت میں ہو گئے ہیں، صوبائی حکومت میں، Honeymoon period ان کا گزر چکا ہے، ابھی ان کو Actions لینے پڑینگے۔ میں بار بار کہتا ہوں، ہم پارٹی بنیادوں پر بات نہیں کرتے، ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ صوبائی حکومت ناکام ہو گی تو Politician ناکام ہونگے، Politician ناکام ہونگے اور ادارے آئیں گے، وہ Over stepping کرینگے، ان کا مینڈیٹ نہیں ہوتا، جب ان کا مینڈیٹ نہیں ہوتا تو لوگ ان کو بھی گالیاں دینگے، ہمیں بھی دینگے، ہم اس لئے کہتے ہیں، ان کو اب Food subsidy انہوں نے Nine billion سے زیادہ دی، وہ کیوں دی؟ دیکھیں جب ہمارے Priority projects BRT جیسے ہونگے، Frankly speaking انہوں نے اچھا بنایا، مجھے اس سے اختلاف نہیں ہے، انہوں نے اچھا Design کیا ہو گا، مجھے اس سے بھی اختلاف نہیں ہے، مجھے اختلاف اس صوبے میں بی آر ٹی کی ضرورت نہیں ہے، جس کا Throw forward 974 ارب روپے ہو، جس کا Loan264 ارب روپے ہو، جس میں پینے کا پانی نہ ہو، جس میں TDPs ابھی بھی موجود ہوں، جس میں Merger کے باوجود بھی ہمارے وہاں پر Reforms نہ ہو سکے ہوں، مجھے اختلاف صرف اس بات سے ہے۔ انہوں نے یہ بنایا تو کس چیز پر، 500 بلین Loan لے کر جو ہم نے 2022ء سے واپس کرنے ہیں، چالیس قسطوں میں بیس سالوں میں، ڈالر کا ریٹ بھی دیکھیں، فنانس منسٹر ان چیزوں کو سمجھتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ Priorities کو ٹھیک کریں، ہمیں Future میں اس طرح کی چیزیں نہیں کرنی پڑینگی۔ ہمارے پاس اور Options ہیں، Hydro ہمارا Potential ہے، ہمارے پاس Culturable waste land موجود ہے۔ جہاں پر ہم اپنا پانی کا Share utilized کر سکتے ہیں، ہمارے پاس ایسے پراجیکٹس ہیں، اس میں میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ میں پہلے اس پر بات کر چکا ہوں۔ دوسری چیز جو سب سے اہم ہے، یہ تو ہو گئی Current expenditure کی بات، انہوں نے Development expenditure میں جو Newly merged areas ہیں، اس میں انہوں نے 177 بلین رکھے تھے، Development expenditure کے لئے جو کہ انہوں نے کم کئے ہیں، 166 پر آئے ہیں، تقریباً کم و بیش دس ارب انہوں نے Revised Estimate کیا ہے اور وہ بھی کمی کی طرف گیا ہے۔ Settled میں انہوں نے زیادہ کیا ہے، مجھے صرف اختلاف اس بات پر ہے کہ وہ Merged area جس کو تمام سیاسی جماعتوں نے Across the board اس Merger کو Accept کیا اور خوش قسمتی کہیں یا بد قسمتی، ان کے گلے میں

ہم نے ڈال دیا کہ Merger کے اوپر Implementation آپ نے کرنی ہے، Twenty fifth Amendment کے اوپر سرتاج عزیز صاحب کی رپورٹ آج بھی موجود ہے، ہم ان سے پوچھتے ہیں، وہاں پر ہم نے کہا تھا کہ ہم دس سالوں میں ہر سال سو ارب لگائیں گے، One trillion ہم نے Ten years میں لگانے ہیں لیکن ہمارے جو فگرز ہیں Utilization کے، وہ بہت مایوس کن ہیں، اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس رپورٹ میں لکھا تھا، ہم نے ایف ڈی اے کو Reinforce کرنا ہے، وہاں پر ہم نے Legal reforms کرنے ہیں، وہاں پر ہم نے Land settlement کی Reforms کرنی ہیں لیکن بد قسمتی سے ہم نہیں کر پائے، اگر یہ صوبائی حکومت اس کی Implementation نہیں کرے گی، ہم اس طرح Revision کی طرف جائیں گے، وہ ایریاز جو ہم سے زیادہ Expect کرتے ہیں، ہم سے زیادہ توقع رکھتے ہیں، ہم نے ان کو At par لانا ہے Settled area کے، ہم ادھر سپلیمنٹری بجٹ میں کمی کر رہے ہیں، کہنے کا مقصد یہ ہے، ہمیں ان کی طرف توجہ دینی چاہیئے، ہم نے امنڈمنٹ کی تھی، تمام پارٹیوں نے اور اگر یہ لوگ ناکام ہونگے، تمام پارٹیاں ناکام ہونگی تو پولیٹیکل لوگ ناکام ہونگے، لوگ یہاں پر، اس ملک میں پولیٹیکل لوگوں کے علاوہ آپ کے پاس دوسرا Option نہیں ہے، پولیٹیکل لوگوں کے پاس بھی صرف ایک Option ہے، میں بار بار کہتا ہوں، سیاستدانوں کے پاس صرف ایک Option ہے، وہ Option delivery کا ہے، Performance کا ہے، ہم اگر Deliver نہیں کرینگے، ہم Perform نہیں کرینگے، تو Institutions آئیں گے، Over stepping کرینگے جو کہ ان کا مینڈیٹ نہیں ہوتا۔ میں بار بار کہتا ہوں، ہم ان کی رہنمائی کرنا چاہتے ہیں، ہم کوئی ان کو جذباتی باتیں نہیں کرنا چاہتے، کوئی ان سے انتقام نہیں لینا چاہتے کیونکہ ہم ایک ہی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں آخر میں Windup کر رہا ہوں، ان سے یہ توقع کرتے ہیں کہ اپنی Priorities کو، اپنی Direction کو بڑی Clear کریں، ہو سکتا ہے کہ ہمارا ان سے اختلاف ہو لیکن کم از کم جو جگہ جہاں پر ہم تمام پولیٹیکل پارٹیز سے تعلق رکھتے ہیں، وہ ایک ایسا ایریا ہے جس طرح ہم Nuclear کے اوپر تمام پارٹیاں اکٹھی ہیں، جس طرح کشمیر کے اوپر تمام پارٹیاں اکٹھی ہیں، Merger کے اوپر بھی تقریباً تمام پارٹیاں اکٹھی ہیں، یہ وہ پوائنٹ ہے جس کے اوپر تمام پولیٹیکل پارٹیوں کا Consensus تھا، ہم اس میں ناکام ہوئے، یہ تمام سیاستدانوں کے اوپر ایک سوالیہ نشان ہو گا، یہ سوالیہ نشان ہمیں اچھا نہیں لگتا، ہم کہتے ہیں کہ یہ لوگ Deliver کریں، Perform کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔ صاحبزادہ ثناء اللہ صاحب۔

صاحبزادہ ثناء اللہ: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ سالانہ بجٹ پاس ہوا، ضمنی بجٹ کی بات ہے، ضمنی بجٹ وہ ہوتا ہے جو خرچ شدہ ہوتا ہے، جس میں آپ نے خرچ کیا ہوا ہے، اس کے اوپر یہ اعتراض نہیں ہے کہ کہاں پر خرچ ہوا، کیسے خرچ ہوا؟ وہ اس لئے کہ آپ کو مینڈیٹ ملا ہے، اس حکومت کو عوام نے مینڈیٹ دیا ہے لیکن ہم اپنے حلقوں کی بات ضرور کرینگے، ہم ان حلقوں کی بات کرینگے جو پسماندہ ہیں، ہم ان لوگوں کی بات کرینگے جن کو اپنا حصہ نہیں ملتا۔ جناب سپیکر صاحب! اس میں میری Suggestion یہ ہے کہ یہ تفصیلات ہمیں تھوڑی سی بتائی جائیں جو سی اینڈ ڈبلیو کی مد میں خرچ ہوئے ہیں، ہماری سکیمیں Allocation میں بھی رہ جاتی ہیں، پہلے تو ان کی Allocation صحیح نہیں ہوتی اور جو Allocation ہوتی ہے وہ وقت پر Release نہیں ہوتی، جب وہ Releases ہوتے ہیں تو ہمارے موسمی حالات کی وجہ سے وہ کام پورے نہیں ہوتے، اس لئے ہماری ریکویسٹ ہے، یہ درخواست ہے، میں نے سالانہ بجٹ میں یہ تجویز دی تھی، اعظم خان صاحب اور میرا ایک حلقہ ایسا ہے کہ ان کی سکیمیں ایک اے ڈی پی میں آئی ہوئی ہیں، میں تو 2015ء سے یہ رونا رو رہا ہوں لیکن اعظم خان صاحب بھی تین سالوں سے رو رہے ہیں، ان کے حلقے کے لوگ ہر ہفتے کم از کم ان کے ڈیرے پر جاتے ہیں، ان کے حجرے میں جاتے ہیں، میری یہ ریکویسٹ ہے کہ جو Allocations ہوئی تھیں وہ ٹھیک نہیں ہوئی تھیں، لہذا اس کو درست کیا جائے۔ جو پیسے خرچ ہوئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے، میری یہ تجویز ہے کہ اس کو کس حلقے میں خرچ کئے گئے ہیں، ضرورت ان کو کتنی تھی، ان کو پیسے کتنے ملے ہیں؟ یہ Re-appropriation میں جو ہوتے ہیں، میں اس کی تھوڑا سی تفصیل میں آپ کو بتا دیتا ہوں جو پیسے خرچ نہیں ہوتے اور مہینے کے آخر میں، میں نے تو پی اینڈ ڈی کے دفتر سی اینڈ ڈبلیو کے دفتر میں دس دس بجے رات تک وہاں پر جاتا رہا اور منتیں کرتا رہا، Re-appropriation جو ہوئی ہیں، یہ بات میرے سامنے ہوئی ہے، وہ ٹھیک طریقے سے نہیں ہوئیں، لہذا میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ جو سکیمیں مکمل ہو سکتی ہیں، پہلے ان کو پیسے دینا چاہئیں، میری ایک سکیم ایسی ہے، اس میں کروڑ دو کروڑ روپے رہ جاتے ہیں، یہ Re-appropriation جب آپ کرتے ہیں، کم از کم ان حلقوں کو دیں جو ایک کروڑ، دو کروڑ، تین کروڑ سے وہ پورے ہو جاتے ہیں، اس لئے میری یہ Suggestion ہے۔ دوسری یہ Suggestion ہے، میرا ایک ہاسپیٹل واڑی ہے، واڑی ہاسپیٹل تقریباً 12 بارہ سو، تیرہ سو ان کی او پی ڈی ہے، صرف Image machine کی وجہ سے، میں تیمر گرہ کی

بات کروں، یہ ہمایون خان صاحب بیٹھے ہیں، ہمارے شفیع اللہ خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ایک Image machine کے اوپر میں نے دو کال اٹینشنز لائے تھے، تیمور خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو پتہ ہے، انہوں نے بھی اس میں فون کیا تھا، اس اسمبلی کے فلور پر ڈائریکشن بھی دی لیکن آج تک پانچ سال ہوگئے ہیں، آٹھ لاکھ روپے Release ہوئے ہیں لیکن ابھی تک وہ Image machine ٹھیک نہیں ہوئی ہے، کس سے بات کریں، کس کو درخواست کریں، کس کے پاس جائیں؟ اگر اس فلور کو استعمال کرتے ہیں تو ادھر سے Directions ہوتی ہیں، وہاں پر وہ کام ہوتا نہیں، لہذا میں اس ایوان کے توسط سے، آپ کے توسط سے میں یہ درخواست کروں گا، نئی Image machine وہ تو چالیس اور پچاس لاکھ روپے کی ملتی ہے، سر، روزانہ کی بنیاد پر سات آٹھ اور چار پانچ ضلعوں کے مریض ایک Image machine کی وجہ سے پشاور Refer ہوتے ہیں، ڈاکٹروں نے وہاں اپنا مافیا بنایا ہوا ہے، جو Orthopedic doctors ہیں وہ Orthopedic doctors ان کو پرائیویٹ کلینکوں میں لے جاتے ہیں، روزانہ کی بنیاد پر میں درخواست کرتا ہوں، میں ریکویسٹ کرتا ہوں، ایک Image machine کے لئے میں نے دو کال اٹینشنز لائے لیکن یہاں کوئی شنوائی نہیں ہوئی، لہذا میں درخواست کرتا ہوں اپنے بھائیوں کو، صاحب اقتدار کے لوگوں کو، تیمور خان صاحب کے پاس دو قلمدان ہیں، بہت اچھے طریقے سے چلاتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں لیکن جو Deficiency اگر ہم اس کو Point out کرتے ہیں تو خدارا اس پر تو عمل کیا کریں نا، یہ تو آپ کی Performance میں آئے گی، یہ تو آپ کی بہتری میں آئے گی، جناب سپیکر صاحب! تھوڑا سا اس کو Attention ہونا چاہیئے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محب اللہ صاحب! وہ ان کو Address کر رہے ہیں، آپ بیٹھ جائیں، اپنی سیٹ سے Chair کو Address کریں۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: لہذا میری یہ ریکویسٹ ہے، تیمور خان صاحب! ہمارے ساتھ جو ایم ایس ہے، وہاں ہسپتال میں ان کو بلائیں، سیکرٹری کو بلائیں، ہمارے دو تین ایسی Valid باتیں ہیں، اگر ان پر وہ عمل کریں تو ان شاء اللہ میرے علم کے مطابق کافی بہتری وہاں پر آجائیگی۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔ جناب میر کلام خان صاحب، Lapsed۔ محترمہ شگفتہ ملک صاحبہ۔

محترمہ شگفتہ ملک: تھینک یو، جناب سپیکر صاحب۔ زه د بجټ سپیچ نه مخکښې یو شعر حکومت ته ډالئ کوم، وائی:

ے

چا مو په نوم د سیاست چا په جهاد اوخوړه
چا مو په نوم د سیاست چا په جهاد اوخوړه
پښتنه خاوره مو جنګونو او فساد اوخوړه
او ما اوس هم خپلو وسائلو کښې محتاجه ساتی
ما اوس هم خپلو وسائلو کښې محتاجه ساتی
جنتی خاوره مو آباد اسلام آباد اوخوړه

(تالیاں)

مننه جی۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: ډیر د خوشحالئ مقام دے ، زمونږه زیات تر ممبران شاعران جوړ شو۔

<u>محترمہ شگفتہ ملک</u>: ډیره مننه، جناب سپیکر صاحب۔ میں بجٹ سپیچ کے حوالے سے بات کرنا چاہونگی، ظاہری بات ہے اس میں پولیس کے حوالے سے جو چھ ارب نو کروڑ 62 لاکھ آٹھ ہزار روپے رکھے گئے ہیں سر، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا جو پولیس ڈیپارٹمنٹ ہے، پختونخوا کی پولیس جو ہے وہ ہر لحاظ سے ہم بات کریں گے تو وہ فرنٹ لائن پر بھی ہے، Terrorism کے حوالے سے ان کی قربانیاں بھی کسی سے وہ پوشیدہ نہیں ہیں، Overall ہم پولیس پر بات کریں تو ہم بہت زیادہ بات بھی کرتے ہیں، ان کے بجٹ پر بھی بات کرتے ہیں لیکن یہ جو بجٹ رکھتے ہیں، ہم Actual جو لوگ ہوتے ہیں، Grass root پر ہم جب بات کرتے ہیں، U/C level پر ہمارے جو سب انسپکٹرز ہوتے ہیں، ان کو آپ دیکھیں کہ چوبیس گھنٹوں میں ہم ان کو دس لیٹر دیتے ہیں، ان کے پاس گاڑیوں کی حالت آپ دیکھیں، ہم جو بجٹ دیتے ہیں، اس میں ہمارے جو آفیسرز لوگ ہوتے ہیں، ان کے پاس گاڑیاں، ان کی مراعات اور جب یہاں پر میں بات کرتی ہوں تو آپ کی اسمبلی میں وہ Censor ہو جاتی ہے، میری پرسوں والی سپیچ بھی جب میں کر رہی تھی تو وہ Live آپ کا جو ہے وہ Censor ہو جاتا ہے، یہ تو ہماری جو Actual position ہے، ہم بات کرتے ہیں تو یہ حالت ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میری گزارش یہ ہو گی کہ پختونخوا کی جو پولیس ہے، آپ یہ دیکھیں کہ ہم Street crimes روزانہ کی بنیاد پر جو Settled areas کی بات کرتے ہیں، وہاں پر آپ دیکھیں، سٹی میں آپ دیکھیں، وہاں پر Mobile snatching ہے، لوگوں کے گھروں میں لوگ گھس کر دن کو چوریاں کی جاتی ہیں، اس حوالے سے میرے خیال میں بہت زیادہ

تحفظات بھی ہیں، ہماری یہ کوشش ہوگی کہ ہم بالکل اس پر بات نہیں کرینگے کہ بجٹ زیادہ کیوں ہے، بجٹ ہم ان آفیسر کے لئے نہیں بلکہ جو سب انسپکٹرز وغیرہ ہوتے ہیں، ان کے لئے زیادہ کرنا چاہیئے۔ دوسری بات یہاں پر ایڈمنسٹریشن کے حوالے سے میں نے Already بات کی تھی، ایک ارب 20 کروڑ 53 لاکھ جو وہی بات ہے، یہ پیسے جو میں نے بات Fortuner کی کی تھی، جو گاڑیوں کی بات کی تھی، یہ سارے دیکھیں، یہاں پر جتنا بھی میں نے ضمنی بجٹ کو دیکھا تو یہ TA/DAs ہیں، یہ الاؤنسز ہیں، اس میں مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی کہ آپ نے Extra پیسے کسی Improvement کے حوالے سے ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے اگر آپ Recruitment بھی کرتے ہیں تو آپ کو یہ پہلے سے پتہ ہوتا ہے کہ کیسے آپ اس کو پھر Extra میں ڈال دیتے ہیں، کوئی Planning نہیں ہوتی۔ ایگریکلچر کے حوالے سے Already پاکستان میں ہم زراعت پر Depend کرتے ہیں، بدقسمتی سے یہاں پر ایک تو ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی بھرمار ہے، یہاں پر ہماری وہ ایگریکلچرل لینڈ جو کہ ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی وجہ سے آپ کو جو تھوڑی بہت رہتی ہے وہ بھی ختم ہو جائے گی، ایک تو اس کی روک تھام کے لئے ہم کیا کر رہے ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ ایگریکلچر کے حوالے سے ہم دیکھتے ہیں کہ ایگریکلچرل یونیورسٹی بہت بڑی یونیورسٹی، میں آپ کو پشاور کی بات کروں گی، یہاں پر جب ہم بات کرتے ہیں تو پروفیسرز جو ہوتے ہیں وہ پی ایچ ڈی کے لئے باہر جاتے ہیں، اب وہ ایک ٹماٹر پر بھی پی ایچ ڈی کر دیتے ہیں، پانچ سال وہ امریکہ میں اور باہر رہتے ہیں، ان کی جو تمام مراعات ہوتی ہیں وہ ان کو ملتی ہیں، مجھے یہ بتایا جائے کہ آج تک ان پروفیسرز نے یہاں پر پاکستان میں آپ کے کسانوں کے لئے ان زمیندار لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کیا کیا ہے؟ وہ پانچ سال جو گزارتے ہیں، وہ یا تو وہیں پر رہ جاتے ہیں، اگر آجاتے ہیں تو مجھے کوئی ایک وہ بتادیں کہ انہوں نے کوئی ریسرچ کیا ہے؟ انہوں نے حکومت کے لئے جو ہم بات کرتے ہیں کہ حکومت اتنا سرکار کا پیسہ لگا کر ان کو بھیجتی ہے، آج تک میں نے نہیں دیکھا کہ ان لوگوں سے فائدہ لیا گیا ہو۔ سوشل ویلفیئر پر میں ہمیشہ بات کرتی ہوں، مجھے بہت زیادہ مایوسی بھی ہوتی ہے، اس کے لئے دوبارہ پیسے بھی رکھے گئے ہیں کیونکہ Already ان کی ایک بات ہوتی ہے، ہمیں پیسے نہیں ملتے، یہاں پر جو پیسے دیئے گئے ہیں، آپ مجھے یہ بتائیں کہ ہم جب جہیز کے لئے بات کرتے ہیں کہ جو بچیوں کی شادیاں ہوتی ہیں، ان کے لئے Already پیسے رکھے جاتے تھے، وہ نہیں ہیں، ہم بات کرتے ہیں کہ جو ہمارے اسپیشل لوگ ہوتے ہیں، ان کے لئے ہم Wheel chairs مانگتے ہیں، کہتے ہیں کہ جی ہم کسی این جی او کو ریکویسٹ کر کے آپ کو دے دینگے، ان

لوگوں کے لئے اگر ہم زکواۃ کی بات کرتے ہیں، وہ تو آپ کو پتہ ہے کہ زکواۃ کی جو صورتحال ہے، مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ان لوگوں اور ان غریب عوام کا پیسہ اگر آپ ان پر خرچ نہیں کرتے تو یہ TA/DAs ڈی اے الاؤنسز، سرکاری گاڑیوں کے اخراجات یہ سارے پیسے جو ہیں ان کے لئے رکھے گئے ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے بھی میں یہی بات کروں گی کہ ہمارے جو قبائلی اضلاع ہیں، وہاں پر ابھی تک ہمارے نوجوان 3G، 4G کے لئے رو رہے ہیں، یہ تمام جو چیزیں ہیں، ان کو خدارا آپ اگر پیسے رکھتے بھی ہیں تو ان چیزوں پر رکھا کریں تاکہ کم از کم وہ لوگ جو ہمارے غریب عوام ہیں، ان پر خرچ ہوں۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔ جناب فیصل زیب خان، Lapsed۔ جناب پختون یار صاحب۔

جناب پختون یار خان: شکریه، جناب سپیکر صاحب۔ د ټولو نه اول زه د ضمنی بجټ حوالې سره او د فنډ د استعمال د خبرو نه دا خبره ثابتیږی چې د فنډ استعمال بهترین طریقې سره اوشو، فنډونه ضائع نه شو، Lapse نه شو، نو زمونږه دا ضمنی بجټ حوالې سره چې ډیر ښه او بهتر دے خو زه یو څو ګزارشات د خپلې علاقې د حوالې سره دی، هغه د منسټر صاحب په مخکښې وړاندې کوم۔ د هیلتھ منسټر صاحب هم ناست دے چې زمونږ بنیادی یو څو یونین کونسله داسې هم شته چې په هغې کښې اوسه پورې بنیادی د هیلتھ Facilities، CDs (Category D) او BHUs دا هم په علاقه کښې نشته نو زما د منسټر صاحب نه هم دا ګزارش دے چې د علاقې د پاره په Priority basis باندې په هغه علاقه کښې چې کوم بنیادی د هیلتھ مسائل دی، د هغې د ټهیک کولو د پاره مونږ سره لږ تعاون او مدد اوکړئ ځکه چې پخوا په دې حلقه کښې شل کاله چې د چا حکومت وو، د جے یو آئی او د ایم ایم اے نه واخله تر 2018ء پورې، هغه خلقو په دې حلقه کښې کار نه دے کړے، نه ئے په هیلتھ سیکټر کښې کار کړے دے، نه ئے په ایجوکیشن کښې کړے دے او نه ئے په نورو کښې چې کوم سیکټرز دی، لکه روډز یا دا قسم کوم دغه دی، په هغې کښې ئے کړی دی، نو زما ګزارش هم دا دے دې حوالې سره چې په دې کار اوکړی ځکه چې هغه خلقو ووټ د دې حلقې نه اغستے دے او د دې حلقې فنډونه ئے بیا بلې علاقه کښې لګولی دی، نو زه ستاسو نه اسپیشل ګزارش کوم، ستاسو په وساطت سره ئے کوم جی۔ هغې نه بعد زه راځم، یو دوه

زما خپل ذاتی پوائنټونه دی خو ټولو نه اول زه د خپل چیف منسټر صاحب چې کوم دلته په فلور آف دی هاؤس خبره اوکړه، د هغه سپورټ کوم، هغوی چې کومه خبره اوکړه په هغه تیره ورځ، مونږ د هغه مرسته ملګرتیا هم کوؤ جی، نن زمونږه یو مشر دلته خبره اوکړه نو زه درانی صاحب ته صرف په دې سټیج دا وینا کول غواړم چې دا نور اپوزیشن ملګری هم ستا ورونړه دی، د ستا بچیانو غوندې دی، دوئ ته هم چرته موقع ورکوه، د دوئ ټول حقوق ته پخپله مه غصب کوه، د هغې په ځائې چرته دوئ ته هم د خبرې کولو موقع ورکوه، بار بار دوئ پخپله اوچتیږی، خبره کوی او هغه غریبانانو ته موقع نه ورکوی، نو دا خبره هم زه کول غواړم، د هغه الزامات بار بارپه فلور آف دی هاؤس دوئ لګوی، مختلفې خبرې کول غواړی، د کرپشن حوالې سره دوئ خبرې اوکړې نو زه نن ستاسو په وساطت دې ایوان کښې ما مخکښې هم خبره کړې وه او نن هم زه درانی صاحب ته دا وینا کوم چې راځه په فلور آف دی هاؤس به دا خبره ثابته کړو، کرپشن باندې ته بار بارخبره کول غواړې چې کرپشن موجوده حکومت کوی، د سی ایم صاحب او د منسټرانو په نګرانئ کښې کیږی نو شکر الحمد للّٰه د پاکستان تحریک انصاف حکومت او دا هغه شفاف حکومت دے ، دا هغه طریقه کار ټهیک دے ، په دې به سوچ اوکړو چې آیا د 2002ء نه 2008ء پورې ته چې د دې صوبې چیف منسټر وې، تا دومره ترقی اوکړه د کرپشن په لحاظ سره او که زما د بنوں علاقې ترقی اوکړه۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی بجټ باندې خبره اوکړئ جی۔

جناب پختون یار خان: ضمنی بجټ سره دا خبرې تړلې دی، هغه پرې هم بارباار خبره کوی، زه هم په دې راځم او ضمنی بجټ سره تړلې خبرې دی جی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی بجټ باندې خبره اوکړئ۔

جناب پختون یار خان: ضمنی بجټ سره تړلې خبرې دی، دا هغې سره تړلې دی نو دا خو مثال د هغه خبرې دی لکه بار بار دا خبره کوی۔۔۔۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب پختون یار خان: میډم، لږ واؤره خیر دے ، تکلیف نشته، په ضمنی بجټ راځو، هغه خبره مو اوکړه، د ضمنی بجټ والا دا خبره کوم، طریقه دغه ده۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Cross talks نہ کریں جی، خپلو کښې Cross talks مه کوئ، ضمنی بجټ دے ، Chair ته ئے Address کوئ او خبره کوئ جی۔

جناب پختون یار خان: جناب سپیکر صاحب، دا خو هغه خبره ده، لکه کوزه هغه چانړ ته وائی چې په تا کښې سوری دی، چانړ کوزې ته وائی چې په تا کښې سوری دی نو زه دې مشر ته خبره کوم چې خپل ځان ته اوګوره بیا شاته پی ټی آئی حکومت ته ګوته نیسه، په هغې باندې دغه خبره کول دی۔ زه نن په فلور آف دی هاؤس دا خبره کول غواړم چې زما د ضلعې هسپتال خلیفه ګل نواز دا زمونږ د دې مشر د والد د نیکه په نوم باندې ئے جوړ کړے دے ، سرکاری پیسو باندې جوړ دے نو په هغه نوم باندې ئے ساتلے دے ، هغې کښې مشینری تاسو به توبه اوباسئ که تاسو دې خبرې ته لاړئ چې په هغه ټائم کښې چې کومه مشینری اغستې شوې وه، هغه مشینرئ باندې بره Symbol او نشان د جاپان لګیدلے وو، فرض کړه مشینری د ننه د چائنا والا ورکښې وه نو په دیکښې کرپشن چا اوکړو؟ خو دا هم زه په دې فلور آف دی هاؤس نن دا خبره کوم چې هغه چا د کمیشن کار کړے وو، هغه هم زمونږ د ایوان دا یو ممبر دے ، نن هغه ناست وو چې د چا په لاس درانی صاحب او دې خلقو په هغه ټائم کښې کمیشن ترې اغستو، هغې نه سیوا۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پختون یار صاحب، تاسو په ضمنی بجټ خبره اوکړئ جی، ضمنی بجټ باندې خبره اوکړئ۔

جناب پختون یار خان: جناب سپیکر صاحب، زه راځم ضمنی بجټ باندې، زه راځم ضمنی بجټ باندې جی۔۔۔۔

میاں نثار گل: جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب پختون یار خان: زه، نثار صاحب، یو منټ واؤره ته، جناب سپیکر! خبره دا نه ده، لږه موقع به تاسو ته هم درکړو جی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نه ضمنی بجټ باندې خبره کوه جی۔

جناب پختون یار خان: جناب سپیکر صاحب! خبره دا ده، زما د صوبې خیبر بینک تاسو ئے نوم نه واقف یئ جی، آیا زه نن فلور آف دی هاؤس زما منسټر صاحب د دې ځائې نه، زه تیمور صاحب ته فلور آف دی هاؤس هم دا خبره کوم جی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کامران خان، نوټ کوه دا خبره۔

جناب پختون یار خان: چې زما د صوبې خیبر بینک چې یو غټ بینک دے، د دې خبرې دې هم تحقیق اوشی چې آیا په 2008ء او 2002ء نه تر 2008ء پورې چې کوم حکومت وو، د کراچئ صنعتکارو ته قرضې په کوم طریقه کار ورکړې شوې وې، په دې دې هم خبره اوشی، آیا دا خیبر بینک۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پختون یار صاحب، تاسو په ضمنی بجټ خبره اوکړئ، ضمنی بجټ باندې۔

جناب پختون یار خان: زه راځم جی، آیا دا خیبر بینک زما د صوبې حصه نه وه؟۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی بجټ باندې خبره اوکړه جی۔

جناب پختون یار خان: زه راځم جی، آیا دا خیبر بینک زما د صوبې حصه نه ده؟ نن که مونږ د بجټ تیاری کوؤ، په ضمنی بجټ کښې د خیبر بینک حصه نشته، په هغه ټائم په دیکښې د دې حصه نه وه؟ نو که مونږ د خپلو بینکونو تباهی پخپله کوؤ او نن مونږ اپوزیشن حکومت ته ګوته نیسو نوآیا دا غلطی او دا طریقه کار د چا دے، چا دا تباهی کړې ده؟ جناب سپیکر صاحب، زه نن دا خبره کول غواړم، بار بار دا خبره کیږی، مونږه ته خو مناسبه نه ده خو مونږ نن ځکه دا خبره کوؤ چې زما چیف منسټر خبره اوکړه، فلور آف دی هاؤس ئے اوکړه، د Encroachment خبره ئے اوکړه، کومه چې دلته په دې ایوان کښې خبره اوشوه، مونږه د چا نوم نه اخلو، مونږ د چا په ذات نه ورځو، د چا ذات سره مو کار نشته خو خپل چیف منسټر Support کوم او هغوی چې کومه خبره اوکړه، زه فلور آف دی هاؤس د هغې تائید هم کوم، که هغه د Encroachment حوالې سره ده او که هغه هلته کوم تجاوزات شوی دی او که **هغه کوم** Illegal allotment په هغه علاقه کښې

شوے دے ، ځکه چې زما د علاقه، زما خاوره، زما د وطن او زما د صوبې تباهي ده، په هغې کښې هر څه هغه خلقو هړپ کړی دی، هر څه د هغه ضلعې خلقو نیولی دی، نن خلق دلته خبره کوی چې افسران Clapping کولو، زه هغه خلقو ته وینا کول غواړم چې افسران هغه افسران نه دی، شکر الحمدللّٰه زما بیوروکریټس که ناست دی، ښه تکړه خلق ناست دی، د دې صوبې اعلیٰ عهده دار ناست دی، په خپل میرټ او په خپل دغه باندې تعینات شوی دی خو په دې باندې هم سوچ اوکړه چې ستا شاته چې کوم ممبران ناست وو، هغه ورځ چیف منسټر ته هغه خلقو هم Clapping کولو او د هغوی د خبرو ستائینه ئے کوله، چې کوم هلته د اپوزیشن ممبران ناست وو، هغوی هم د هغه خبرې تائید کولو او Clapping ئے هم کولو نو د هغوی نه هم پته کول پکار دی۔ جناب سپیکر صاحب! په کرپشن باندې ما خبره کړې هم ده، نن بیا هم دا خبره کوم چې په فلور آف دی هاؤس که ثبوت وی نو رادې وړی، دلته دې مخامخ کړی، دلته په دې باندې د اللّٰه په کتاب به دا فیصله اوکړو چې د دې خلقو په دور اقتدار کښې دا کرپشن ئے کړے دے او که پی ټی آئی حکومت کښې دې خلقو کړے دے؟ زه په اخر کښې په ضمنی بجټ باندې چې زما د صوبې چې کوم چیف منسټر صاحب دے، زما منسټر صاحب دے، مونږه د دوئ مکمل او زه شکر گزار هم یم، زمونږ علاقې ته، زمونږه خاورې ته، زمونږه جنوبی اضلاع ته ئے په هغه نظر اوکتل لکه څنګه چې سوات او دې علاقې ته ئے کتلی دی، مونږ په دې باندې هم شکر گزار یو، منسټر صاحب نه مو خپل گزارشات اوکړل۔ ----

<u>Mr. Deputy Speaker:</u> Windup, please.

<u>جناب پختون یار خان:</u> دا زه امید لرم چې منسټر صاحب به زما گزارشات غورزوی نه، او زما دې علاقې او زما دې خاورې ته په هغه نظر گوری لکه څنګه چې خپلې حلقې او خپلې علاقې ته گوری-----

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> شکریه جی۔

<u>جناب پختون یار خان:</u> زه په آخر کښې ستاسو هم شکریه ادا کوم خو د بی آر ټی بار بار دا قیصې دا خبرې کول مونږه ته مناسب نه لګی خو زه نن بیا هم چیلنج ورکوم لکه څنګه د بی آر ټی چیلنج چې زما منسټر صاحب ورکړو او هغه ئے Accept

کړو، زه نن چیلنج فلور آف دی هاؤس ورکوم چې په هغه کرپشن باندې هم دلته یوه کمیټی دې جوړه شی او په فلور آف دی هاؤس دې دا خلق راشی، دلته د الله په کتاب لاس اوچت کړی چې ما کرپشن کړے دے او که نه مو دې کړے؟ شکریه۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔ جناب محمود احمد بیٹنی صاحب نہیں ہیں، یہ Lapse ہو گیا۔ محترمہ ثوبیہ شاہد صاحبہ۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: تهینک یو، جناب سپیکر! Last year 2019-20 چې کوم بجټ وو په هغې کښې منسټر صاحب وئیلی وو، 923 ارب Surplus budget ئے هم پیش کړو او که هغه بجټ Surplus وو نو د دې ضمنی بجټ اوس ولې ضرورت پیش کړے شو؟ او په دیکښې ئے چې کوم ورکړی دی، 109 ارب روپئ ضمنی بجټ دے نو دیکښې 30 ارب روپئ خو ترقیاتی بجټ راغلے دے، ترقیاتی بجټ چې کوم راغلے هم دے هغه ټول ایکس فاټا کښې نه دے راغلے، زمونږه مخکښې چې څومره ډسټرکټس دی، 25 او 26 چې کوم ډسټرکټس دی، په دیکښې ترقیاتی ضمنی بجټ کښې 30 ارب روپئ راغلې دی خو دوئ چې Already forty two percent, forty five percent, fifty percent below ټهیکه دارانو دا ټهیکې ترې اغستې وی نو بیا دوئ ته څنګه ضرورت راغلے دے چې دوئ پکښې 30 ارب روپئ نوری خرچ کړې دی؟ او بیا څنګه په دې ټول کال کښې ئے نه وی خرچ کړی او د 30 جون په اخره میاشت کښې څنګه خرچ شوې دی؟ دا اخره کښې دوئ څنګه دومره Over لاړل؟ چونکه د Covid د وجې نه خو هیڅ کارونه نه دی شوی، هر څه بند وو، Lock down وو، ټول خلق په کورونو باندې ناست وو نو زه د دې 30 ارب روپو باندې چې هغه خو پکار وه چې دا پیسې په فاټا کښې استعمال شوې وې په ایکس فاټا کښې ځکه چې هلته سو ارب روپئ وی او په هغې کښې ټولې 38 ارب روپئ استعمال شوې دی او د نورو هم هغوی ته ضرورت وو خو هلته نه دی ورکړې شوی، هلته کار نه دے شوے او هم په دې خپل ډسټرکټس کښې چې کوم دی، په دیکښې د 30 ارب روپو ضرورت راغلو او په آخرنئی میاشتو کښې ضرورت راغلو نو دا یو ډیره نا انصافه خبره ده۔ دویمه هغه چې کوم دے په محکمه ابتدائی و ثانوی تعلیم کښې ټول کال سکولونه بند

دی نو بیا ایک ارب 31 کروړ روپئ دا کوم ځائې ته لاړی؟ ماشومان خو سکولونو ته ځی نه، د ماشومانو خو Online study وه او وه هم نه، کوم یو غریب ته لیپ ټاپ چا ورکړے دے، چا غریب له کور ته انټرنیټ ورکړے دے؟ ټهیک ده د پرائیویټ سکولونو خو بیا هم Arrangement وی خو غریبو ته مونږ نه دې کتلی او نه مو اوریدلی دی، نه ستاسو دا دغه شوے دے چې کور په کور باندې هر غریب سټوډنټ ته لیپ ټاپ ورکړے شو، انټر نیټ ورکړے شو چې زه اووایم چې اؤ راشه د دوئ دا ایک ارب روپئ چې دی نو دا دې وی او دا ورله ډیر ضروری دی ځکه چې ډیر کارئے شروع کړے دے، سکولونه هم بند وو او استاذان هم په کورونو کښې وو او دا هم مونږه ته صحیح نه ښکاری۔ په Administration of Justice کښې چې کوم دا هائی کورټ او دغه هم مکمل بند وو نو چې هغوی له دا کوم ایک ارب روپئ ئے د کوم ځائې نه ورکړې دی دا هم ناجائزه ده او دا خو د دې بجټ حصه نه ده پکار او په 17 نمبر کښې خو تاسو پخپله باندې ئے پرهاؤ کړئ چې دا خو به ټولو خلقو ته پته لګی چې دا ناجائزه او ناممکنه ده۔ پنشن چې کوم وو هغه په Last year کښې چې کوم وو، دا وئیلی شوی وو چې په 63 سال باندې به خلق ریټائر کیږی، نو د 63 سال به دغه باندې خو زما خیال دے چې چاته پنشن زیاتیدو، نو دا Surplus پکار وو ځکه چې ریټائرمنټ خو خلقو اغستلے نه وو ځکه چې هغوی خو Continue روان وو چې مونږه په Continue درې کاله نور هم تیروو، د هغوی لا تر اوسه پورې Dispute دے، چاته اوسه پورې پیسې نه دی ملاؤ شوی، نو د دوئ دا Surplus پیسې چې دی، 16 کروړ روپئ، دا څنګه راغلې دی او زمونږه د ضمنی بجټ سره سره چې کوم دے د ایم ټی آئی چې کوم حالات روان دی، زمونږه ایچ ایم سی، زمونږه ایل آر ایچ، زمونږه کے ټی ایچ د دې صوبې چې کوم هاسپټلز دی، په هغې کښې تاسو اوګورئ چې دا بلډ پریشر دا آله هم نشته، چې اوګوری تهرما میټر ورسره At least نه وی چې هغوی اوګوری، یو یوته ګوری بل بل ته ګوری، حالات داسې خراب شوی دی، که څوک الټراساؤنډ کوی، که څوک ایم آر آئی کوی، د هغوی د بهر مارکیټ نه زیات High ratesروان دی او هغوی خپلې پیسې تنخواګانې هم نه شی Generate کولې او د هغې د پاره چې کوم بورډ آف ګورنرز جوړ شوے دے، د

هغوی د یو یو کس چې کومې تنخواګانې لګیدلې دی، دا زمونږه د ایم ٹی آئی د دغه نه زمونږه بالکل حالات خراب کړی دی، زمونږه د صوبې څکه چې په یو یو وارډ کښې خلق په زمکو باندې پراته دی او زمونږه د هاسپټلز حالات پکار ده چې په دې اته کاله کښې ښه شوی وے خو زمونږه حالات ښه نه شو، زمونږه حالات ډیره زیات خراب شوی دی۔ زمونږه په ایجوکیشن کښې حالات ښه نه شو، ایجوکیشن هم خراب شو، زمونږه چې کوم په ریونیو کښې د اته کالو نه وئیل چې مونږ به هغه سسټم ختموؤ، هغه سسټم ختم نه شو، هغه Still هم Confusion دے، اته کاله کښې هغه ایمرجنسی د دوئ رانغله، هغه هم هغه شان خرابه ده او بیا چې کله راځی نو ضمنی بجټ هم پکښې راشی، دا چې خپل کارونه دوئ سر ته نه شی رسولے، په عام دغه کښې چې کوم حالات د صوبې روان دی-----

(قطع کلامیاں)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: یہ خواتین ایم پی ایز ذرا باتیں کم کریں، آپ کی آوازیں کافی Loud آرہی ہیں۔ پیچھے سے آواز آرہی ہے۔ میڈم ساجدہ حنیف صاحبہ، آسیہ خٹک صاحبہ، آپ کی آوازیں کافی Loud ہیں۔ جی، ثوبیہ شاہد صاحبہ۔

<u>محترمہ ثوبیہ شاہد</u>: جناب سپیکر! په 19 نمبر باندې دے متفرق بجټ، په هغې کښې 86 کروړ روپئ ئے ښودلې دی خو د دې خو پکار ده چې 86 کروړ روپئ یو ډیر غټ اماؤنټ دے او بیا په هغه بجټ کښې چې کوم Surplus 923 ارب Last year والا بجټ وو، د دې خو Explanation پکار وو کنه، دا په څه کښې 86 کروړ روپئ مزید Almost ایک ارب روپئ دی نو دا د څه د پاره دی؟ د دغه د پاره دی، غنم چې کوم دی ټول کال زمونږه خوراک چې کوم وو، غنم زمونږه سره هم نه وو او د نورو صوبو نه ئے مونږه رااوړو، د دې د پاره چې مونږه غنم درکوؤ خو زمونږه ځومره زرعی صوبه ده، زمونږه ځومره Land دے خو بیا هم مونږه خپل خوراک خپل غنم نه شو پیدا کولے او بیا ئے هم راغواړو، دا زمونږه د صوبې ناکامی ده او دا د دوئ د Management ناکامی ده او د هغې باوجود دوئ له دومره بجټ ورکول دا هم ناجائزه ده جی۔ جناب سپیکر، د پولیس د پاره هم Last year ښه خاص Surplus budget وو چې چھ ارب روپئ د هغې د پاره هغوی هم داسې څه خاص پولیس سټیشنز جوړ نه شوی دی، نه داسې څه بل څه

جوړ شوی دی چې مونږه اووایو، نه پکښې داسې نور څه ریفارم راغلے دے، نه ئے د چا سره Extra څه دغه کړی دی چې څه ارب هغوی ته راغلی دی، نو دا خو هغه ټول چې مونږ په دې حیران یو چې دا خو Last year زمونږه دا توقع وه چې زمونږه د فنانس منسټر ډیر زمونږه لائق او ډیر زیات قابل او مونږه ئے احترام کوؤ چې دا خو به مونږه هغوی ته وئیل چې Surplus budget مو پیش کړو نو زمونږ د دې ضمنی بجټ توقع نه وه او بیا هم دومره وی چې هغه تقریباً 109 ارب روپئ راغلې نو دا ټهیک خبره نه ده، زما د سپیچ ټائم ختم هم شو او خبرې خو ډیرې دی خو Short به ئے کړو، تهینک یو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔ جناب اختیار ولی خان صاحب۔

جناب اختیار ولی: شکریہ، جناب سپیکر! یہ ضمنی بجٹ 109 ارب روپے کا ہے، 109 ارب روپے یعنی ایک ارب اور نو کروڑ، اتنے پیسے ہم حیران ہیں کہ حکومت یہ اضافی مانگ رہی ہے، یہ خرچ ہو چکے ہیں۔ اداروں کی حالت دیکھیں، اداروں کی حالت کیا ہے؟ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی باپ اگر بچے کو پیسے دیتا ہے توان کو دکان بنانے کے لئے کوئی کاروبار کے لئے کارخانہ لگانے کے لئے روزگار کے لئے اس سے پوچھتا ہے کہ آپ کو اتنے پیسے دیئے تھے، آپ نے کہاں لگائے، کیسے خرچ کئے؟ کوئی Profit بتاؤ، کوئی نقصان بتاؤ۔ Surplus budget پیش کر کے یہ اتنا بڑا ضمنی بجٹ، Almost گیارہ سو کروڑ روپے کا اضافی بجٹ ہے، سمجھ نہیں آرہی ہے، اس میں ایجوکیشن کا بجٹ بھی ہے، تعلیمی ادارے بند ہیں، ایک سال سے کورونا کی وجہ سے سارے دفاتر بند اور خرچے بڑھتے جارہے ہیں، یہ ہاؤس، یہ اسمبلی یہاں سے ہر بجٹ کو پاس کرتی ہے، یہ حکومت کو اجازت دیتی ہے کہ آپ یہ پیسے اس مد میں خرچ کریں، یہاں پر ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک وزیر صاحب فرمارہے تھے کہ ہمارے پاس بڑی اکثریت ہے، ہم تو ویسے بھی پاس کر لیں گے، آپ یہ سوچیں، اگر آپ کے پاس وہ اکثریت نہ ہوتی، تب بھی ہم آپ کو اجازت دیتے، یہ بجٹ ہم آپ کا پاس کرا دیتے لیکن یہ پیسے قوم کی امانت ہے، یہ اس صوبے کے غریب لوگوں کی امانت ہے، اس کو وہاں خرچ کریں جہاں ضرورت ہو، اتنے بڑے پیسے آپ کہاں خرچ کررہے ہیں؟ اتنا بڑا بجٹ آپ نے لگادیا، تیسرا سال آپ کے اداروں کا کچھ پتہ نہیں، We are standing in the middle of nowhere, performance zero ہے اور پیسے لگتے ہیں، مزید اضافی بجٹ مانگا جارہا ہے، جناب سپیکر! اس میں عجیب عجیب چیزیں ہیں، میں حیران ہوں کہ جب کورونا کے دن ہوں تو یونیورسٹیز بند تھیں، کالجز بند تھے،

سکولز بند تھے، ان کے اخراجات جو ہیں، وہ ثانوی تعلیم ہو، پرائمری تعلیم ہو یا وہ اعلیٰ تعلیم ہو، میں کسی تعلیمی ادارے پر خرچے کا منکر نہ ہوں یا میں اس کو منع نہیں کرتا، سب سے زیادہ ہمیں Focus ہی اسی پر کرنا چاہیئے لیکن ایسے حالات میں یہ بجٹ کیسے بڑھ گیا؟ سمجھ نہیں آتی۔ اس طرح آپ دیکھ لیں، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ہو، اس طرح آپ دوسرے ادارے دیکھ لیں، کورونا میں دفاتر بند تھے، خرچے کیوں بڑھے؟ جناب سپیکر! اس کو صرف تنقید برائے تنقید نہیں، ہماری اپنی جو پالیسیز ہیں، ان کو چیک کرنا چاہیئے، اس کو Review کرنا چاہیئے کہ ہم کہاں غلط ہیں؟ یہاں اپوزیشن بنچز پر کھڑے ہو کر ہمیں آپ دشمن کی نگاہ سے بھی نہ دیکھیں، ہم آپ کی ہر بات پر تنقید کرینگے یا ہم آپ کو غلط کہیں گے، آپ کوئی اچھا کام کریں، ہم میں یہ طاقت اور استطاعت ہے کہ ہم آپ کی تعریف بھی کریں گے، آپ چلیں اچھی سمت کی طرف بڑھیں، کچھ لوگوں کی بھلائی کے لئے کام کریں، ایک زرعی صوبہ، ایک زرعی ملک، وہاں پر مزید آپ دیکھیں، کوئی بہت بڑی خطیر رقم زراعت کے لئے مانگی جارہی ہے، میں حیران ہوں کہ 9ارب 84 لاکھ روپے، جناب سپیکر! اگر یہ روٹی کا اعلان کرتے ہیں کہ یہ پانچ روپے پر بکے گی تو میں کہتا ہوں کہ 9 ارب نہیں ان کو 18 ارب دے دیں، یہ جتنا مرضی مانگیں لیکن روٹی بھی سستی نہیں ہو رہی، گندم بھی سستی نہیں ہو رہی، مزدور کو روزگار بھی نہیں مل رہا، تو پھر کس لئے، ضرورت کیا ہے، ہم کس طرف جا رہے ہیں، یہ صوبہ کس طرف جارہا ہے، یہ ملک کس طرف جارہا ہے، یہ پیسے کہاں لگ رہے ہیں؟ جو اتنی تقریر کرتے ہیں کہ ہنس ہنس کر، خدا کی قسم جو بجٹ انہوں نے پیش کیا اگر میں ان کی جگہ وزیر خزانہ ہوتا، میں وہاں کھڑا ہوتا، میں یہ بجٹ رو رو کے پیش کرتا، باہر لوگوں کی یہ حالت ہے، ہم یہاں پر دیکھتے ہیں، یہ ہنس ہنس کے بجٹ پیش کر رہے ہیں، کیا تیر مارا ہے، کیا کمال کیا ہے؟ Come on, let`s come to the planet earth، زمین پر آجاؤ، مریخ کی باتیں چھوڑ دو، ہم یہاں رہتے ہیں، جہاں لوگ بھوکے ہیں، آپ کے اقتدار کا آٹھواں سال ہے، لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ مکان کہاں گئے، زمین کہاں گئی، روزگار کہاں گیا، معیشت کہاں کھڑی ہے؟ آج اس صوبے پر دوبارہ خطرات منڈلا رہے ہیں، اس کے لئے ہماری کیا تیاری ہے؟ یقین جانیں، بڑے اناڑیوں کے ہاتھوں میں اس ملک کا اور اس صوبے کا جو نظام چلایا گیا ہے، باہر صوبے کے لوگ ہم سے یہ طمع رکھتے ہیں، یہ امید رکھتے ہیں کہ ہم یہاں بیٹھ کر ان کی بھلائی کا کوئی قانون بنائیں گے، کوئی پالیسی دیں گے، کوئی ان کو خوشخبری دیں گے، یہ بجٹ کی تقریر واللہ میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر کسی کو اس بات کا زعم ہے کہ یہ کوئی اچھی تقریر تھی یا کوئی اچھا بجٹ ہے تو کسی چوک میں آجائے، چوک

یادگار، سوئیکار نو چوک، سورے پل میں اچھا ساؤنڈ سسٹم لگادوں گا، یہ اپنی تقریر وہاں پر پبلک کو پڑھ کے سنا دیں، اگر کسی نے آپ کو تالی بجادی اور آپ کو داد دی، میں بھی آپ کو پھولوں کے ہار پہناؤں گا لیکن یہ کوئی اچھی تقریر اور کوئی اچھا بجٹ نہیں ہے-----

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> Windup کریں۔

<u>جناب اختیار ولی:</u> مجھے پتہ ہے کہ گھنٹی بج چکی ہے اور میں بھی Windup کرتا ہوں، اس پر مزید میں کیا بات کروں گا؟ دل دکھتا ہے، یقین کریں میں تقریر نہیں کرنا چاہ رہا تھا، تکلیف ہو رہی ہے، We are in pain and we should feel the pain of public، جن لوگوں نے ووٹ دیا ہے، آپ کو بھی، تیمور بھائی کو بھی، اکبر بھائی کو، سب کو، یہ ہاؤس میں بیٹھے ہوئے وہ لوگ ان سب کو پبلک نے ووٹ دیا ہے، They are expecting a lot کہ ہم ان کے کوئی نجات دہندہ ہیں، ہم ان کو مسائل سے نکالیں گے لیکن ہمارے پاس یہاں پر کوئی پلان نہیں ہے-----

<u>Mr. Deputy Speaker:</u> Thank you.

<u>جناب اختیار ولی:</u> میں Windup کرتا ہوں، Just last, one minute، میں اپنے تمام گلے آپ کے سامنے اور اس ہاؤس کے سامنے رکھ کر مشاہد اللہ خان کی اس چھوٹی سی نظم کے ساتھ اس کو Windup کرتا ہوں، انہوں نے میرے خیال میں اس موقع کی مناسبت سے کہا تھا کہ:

ے
زمین بیچ ڈالی زمن بیچ ڈالا
لہو بیچ ڈالا بدن بیچ ڈالا
شجر بیچ ڈالے چمن بیچ ڈالا
کئے تھے وعدے زمین و مکاں کے
میری جائے مدفن کفن بیچ ڈالا
میں روٹی اور کپڑے میں الجھا رہا
نشئی نے میرا وطن بیچ ڈالا

شکریہ۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> تھینک یو، اختیار ولی خان صاحب نے ابھی ایک نام لیا ہے کہ سوئیکار نو چوک یا چوک یادگار وغیرہ آجائیں، تو یہ نام اس لئے نہ لیں کہ پہلے بھی آپ کے دوست جو ہیں، آپ کی اس بات پر ناراض ہو چکے تھے کہ آپ ہمیں وہاں پر بٹھا رہے ہیں، وہاں پر بلا رہے ہیں۔ جی، جناب میاں نثار گل خان۔

میاں نثار گل: شکریہ، جناب سپیکر۔ بجٹ پیش ہوا، پاس بھی ہوا، آج آپ ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں، آپ کا بھی شکریہ، میں تنقید نہیں کروں گا لیکن وزیر خزانہ صاحب شکر ہے ہمارے بڑے Energetic آدمی ہیں، اچھی انگریزی بھی بولتے ہیں، انگلینڈ سے بھی پڑھے ہوئے ہیں، جب اس نے حلف لیا تو ہمارا یہ خیال تھا کہ ان شاءاللہ وتعالیٰ اس اسمبلی میں دوبارہ کوئی ضمنی بجٹ نہیں آئے گا، اس لئے کہ یہ خود کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بڑے اچھے بیوروکریٹس بھی ہیں، اچھے دماغ والے لوگ بھی ہیں لیکن پرسوں جب وہ بات ہو رہی تھی تو اکبر ایوب صاحب پانچ کھرب 56 کروڑ روپے کو پڑھ نہیں سکتے تھے، اس لئے پھر دوبارہ، تیسری دفعہ جناب سپیکر صاحب نے کہا کہ آپ اس کو کھرب کہیں، میں یہاں آج کھرب تو نہیں پڑھ سکتا کیونکہ 109 ارب کہوں گا کیونکہ کھرب بہت بڑی چیز ہوتی ہے۔ ضمنی بجٹ پر بات کروں گا کہ 109 ارب کا ضمنی بجٹ پیش ہوا ہے، جناب سپیکر! غلطی کدھر ہے؟ ہمارے ساتھ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ بھی ہے، ہمارے ساتھ Consultants بھی ہیں، ہمارے ساتھ اچھے دماغ بھی ہیں، ہمارے ساتھ فنانس منسٹر بھی ہیں لیکن جب ہم Estimate بناتے ہیں تو جون سے تقریباً ایک مہینہ پندرہ دن پہلے اپنے ڈیپارٹمنٹ کو کہتے ہیں، اتنی جلدی سے ہمیں Estimate بنا کر دیں، وہ یقین کریں کہ دفتروں سے نہیں نکلتے، سڑک کی پیمائش نہیں کرتے، بلڈنگ کی پیمائش نہیں کرتے، ادھر سے ایک Estimate کی کاپی بنا کر ادھر بھیج دیتے ہیں، پی اینڈ ڈی والے پھر Print کرتے ہیں، آپ ادھر یہ دیکھیں، نلوٹھا صاحب نے بھی کہا، بی بی نے بھی کہا کہ ایک عام آدمی جو 30 ہزار تنخواہ لیتا ہے، وہ اپنے مہینے کا بجٹ بناتا ہے، سال کا بناتا ہے، پھر اس میں وہ قرضہ نہیں لیتا لیکن ہم اور آپ جیسے پالیمینٹیرین 145 لوگ اور ساتھ میں اتنے بڑے صوبے کے بیوروکریٹس، ہر سال ہم ضمنی بجٹ پیش کرتے ہیں، Extra پیش کرتے ہیں، اس کے باوجود کہ E-bidding ہو رہی ہے، یہ 109 ارب کا ضمنی بجٹ نہیں ہے، Thirty percent کدھر گئے؟ Thirty five percent کدھر گئے جو وہ Below لیتے تھے اور وہ بھی تقریباً 50 اور 60 ارب روپے بنتے ہیں، ان کو ملا کر تقریباً یہ 170 اور 180 ارب کا ضمنی بجٹ ہوگا۔ جناب سپیکر، ہم دیکھ رہے ہیں کہ پانچ ارب سے زیادہ پولیس کو دیئے جا رہے ہیں، ادھر ہر کوئی بات کرتا ہے کہ ہماری اچھی پولیس ہے، ہم بھی کہتے ہیں کہ اچھی پولیس ہے لیکن آپ کے پشاور شہر میں، پشاور شہر میں جب ہم اخبار اٹھاتے ہیں، Front page دیکھتے ہیں تو روزانہ کے حساب سے چھ چھ جنازے اٹھتے ہیں، پانچ پانچ جنازے اٹھتے ہیں، اس پولیس کو آج ہم پانچ ارب روپے زیادہ بھی دے رہے ہیں۔ آپ دیکھیں اگر ضمنی بجٹ اس کو زیادہ دیا

جارہا ہو تو پھر تو چاہیئے کہ ڈکیتیاں بھی کم ہوں، چوریاں بھی کم ہوں، قتل بھی کم ہوں، ان کے بجٹ اگر زیادہ ہوں گے تو پھر یہ پیسے کس چیز پر خرچ ہو رہے ہیں؟ جناب سپیکر، جب بھی آپ سیکرٹریٹ جاتے ہیں تو سیکرٹریٹ Block ہوتا ہے، اس لئے کہ چھوٹی گاڑی میں آج کل کوئی نہیں پھرتا، ہر بیوروکریٹ کا شوق ہے کہ میرے ساتھ Vego گاڑی ہو، پھر نلوٹھا صاحب کی گاڑی جائے، میری گاڑی جائے تو پھر ادھر پارکنگ نہیں ملتی، ہمیں سوچنا ہو گا کہ ایک مزدور، عام آدمی، ایک رکشے والا اپنے بجٹ کو ٹھیک کر سکتا ہے کہ میرا اتنا خرچہ ہے اور اتنی میری آمدن ہے، میں نے اس سال میں اتنے پیسے خرچ کرنے ہیں لیکن ہم 145 لوگ اور ساتھ Consultants بھی، تیمور سلیم جھگڑا بھی اور ساتھ اچھے ڈیپارٹمنٹس بھی، ہم آج 109 ارب کا ضمنی بجٹ دے رہے ہیں، یہاں پاس تو ہو گا لیکن میں کیا کروں، صبح جب میں اپنے گھر سے آ رہا تھا تو مجھے گاؤں سے فون آیا کہ میرا ٹرانسفارمر خراب ہے، پبلک ہیلتھ کا، ہفتے سے میرا موٹر خراب ہے، وہ ٹھیک نہیں ہو رہا، آج میں پبلک ہیلتھ کو زیادہ پیسے بھی دوں، ادھر کہوں کہ وہ کام بھی اچھا ہے، میں کیا بتاؤں، میں ایف ڈی بی کو دیکھ رہا ہوں، Works & Services جو ڈیپارٹمنٹ ہے، اس کو میں ضمنی بجٹ بھی دوں کہ میرے علاقے میں 2014ء سے 2022ء تک چھ آٹھ سال ہو گئے دو دو، تین تین کلومیٹر روڈز Complete نہ ہو سکے، میرا گلہ یہ ہو گا کہ اگر سیکرٹری کسی ضلعوں میں جاتے تو وہ اپنے کاموں کو دیکھتے ہیں، تو پھر کم از کم وہ بچت بھی کرتے اور ضمنی بجٹ پیش نہ ہوتا لیکن میرے ایک وزیر خزانہ صاحب سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، میں کسی سے سن رہا تھا کہ یہ خزانے کی کنجی جب اس کے ساتھ ہے تو بڑی مضبوط کنجی ہے، یہ کسی کو زیادہ پیسے بھی نہیں دیتے، پہلی دفعہ آج میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک کھرب سے بھی زیادہ پر چلے گئے، اب یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ مہربانیاں کس طرف جا رہی ہیں؟ ہمارے ضلعے کو ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ پرانے کھنڈرات پڑے ہوئے ہیں، پانی کی سکیمیں بند ہیں، روڈز نہیں ہیں، ہاسپٹلز نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود بھی یہ پاس ہو گا، اس لئے پاس ہو گا کہ شوکت یوسفزئی نے کہا کہ ہماری اکثریت ہے۔ جناب سپیکر، پاس کیا کریں لیکن آپ اس صوبے کے امانتدار ہیں، آپ نے ان اداروں سے پوچھنا ہو گا، آپ کا یہ فرض بنتا ہے، میرا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم یہ آواز اٹھائیں گے کہ وہ کل صبح قرضدار ہو گا، ایک اسمبلی کا کلاس فور آدمی جو سمجھ سکتا ہے کہ میں اتنے پیسے خرچ کر کے اپنے ایک سال کے اپنے گھر کو چلاؤں گا، ہم 145 پارلیمینٹیرین اور اکبر ایوب جیسے مہربان اچھے پارلیمینٹیرین اور وزیر خزانہ جو انگلینڈ سے پڑھے ہوئے ہیں، بہت اچھی انگریزی بولتا ہے، اس کے باوجود بھی ہم ادھر 109 ارب کا ضمنی بجٹ پیش کر

رہے ہیں، ہم شرمندہ تو نہیں ہیں، ناراض ہیں کہ کم از کم جب کنجی، آپ خزانے کو تقسیم کرتے ہیں تو پھر 145 ممبران کے حساب پر برابر کیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Windup کریں۔

میاں نثار گل: تو پھر ہم کم از کم یہ کہیں گے کہ جی یہ کدھر خرچ ہوا؟ ہم متفرق اخراجات پر بات کرنا چاہتے ہیں، بڑی اہم بات ہے، متفرق کسے کہتے ہیں؟ مجھے بتایا جائے، متفرق یہ اسمبلی کے 145 ممبران یہ پوچھیں گے، آپ سے بھی اور مجھ سے بھی، متفرق اس کو کہتے ہیں کہ جس کا حساب کتاب نہ ہو کہ وہ کس طرح خرچ ہوتے ہیں کتنے 80 کروڑ روپے ؟ جناب سپیکر! اس دنیا میں نہیں، اس دنیا میں پوچھنا ہوگا، ہم سے بھی، آپ سے بھی، ہم سے اور آپ سے زیادہ پوچھا جائے گا کہ دو دفعہ تین دفعہ آئے ہوئے ہیں کہ آپ لوگوں کی یہ بھی اسمبلی تھی، جنہوں نے یہ بجٹ پیش کیا ہو کہ یہ ہمارے ساتھ بچت ہو گیا، اور یہ اس دفعہ ہم نے خرچہ کم کیا اور کام زیادہ کیا، ہم ہر اسمبلی میں جب آتے ہیں تو اربوں کا ضمنی بجٹ پیش ہوتا ہے، آج شکر الحمد للہ کھرب پر چلا گیا، اللہ کرے کہ آئندہ بھی، اگلے سال بھی اکبر ایوب وزیر خزانہ صاحب کوشش کریں کہ غریب صوبہ ہے بجٹ کم رکھیں، ہر ضلع کو اپنا حصہ دیں، پولیس ہماری ہے لیکن جب اقدام قتل کم ہو، چوریاں کم ہوں، پشاور ٹھیک ٹھاک ہو، روڈ پرنا کے ٹھیک ہوں تو پھر ہم کہیں گے کہ پانچ ارب دیئے جائیں لیکن اگر یہ حالات ہوں۔۔۔۔

Mr. Deputy Speaker: Thank you.

میاں نثار گل: ہم کم از کم یہ کہیں گے کہ جی پیسے تو دیئے جا رہے ہیں لیکن ہماری حکومت اس سے پوچھتی نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب سردار خان صاحب۔

جناب سردار خان: جناب سپیکر صاحب! په ضمنی بجټ کښې یو څو ډیپارټمنټ دی، په هغې باندې زه یو څو تجویزونه پیش کوم۔ محکمه پبلک هیلتھ چې دے هغې ته سالانه د مرمت او د بحالئ د پاره کوم فنډ ډیپارټمنټ ته ځی، په ضلع سوات کښې چې کوم د اوبو د څښلو سکیمونه دی، ټیوب ویلې دی، په هغې کښې هغه پائپ لائن چې وی هغه Leak وی، ځائې په ځائې هغه Leak وی، بار بار هغه محکمې سره رابطه کوؤ، زیات غفلت پکښې هغه والٔ مین آپریټر او د هغه مقامی دے څه زیاته مسئله د لوډ شیډنګ ده، هغه خلقو ته په لکها په

کروړها روپو سکیمونه او منصوبې دی، هغوی ته د اوبو هغه سهولت نه فراهم کیږی، نو زه د محکمه پبلک هیلتهـ منسټر صاحب ته وایم چې فوری طور په دې باندې یو توجه پکار ده چې کوم د هغوی د بجلئ بل او اخراجات دی، په هغې پسې راځی، د سرکاری ملازمینو اخراجات راځی او دوباره بحالی و مرمت د هغې پائپ لائن چې دے، د هغې مرمت نه کیږی نو اخر دا خزانه کوم طرف ته روانه ده؟ مونږ ته خو په دې باندې افسوس دے۔ دویم په زراعت کښې د کال سبسډی ما اولیدله، زمونږه په علاقو کښې Seventy five percent د غنمو کاشت شوے دے، هغې کښې وروستو هغه د زراعت دفتر والا زمیندار راغواړی چې تاسو پانچ چھ سو روپئ راکړئ چې زه نومونه Entry کړم۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: یہ خواتین، اگر آپ نے باتیں کرنی ہیں تو آپ لابی میں چلی جائیں، ملیحہ صاحبہ اور عائشہ بانو صاحبہ، اگر آپ نے باتیں کرنی ہیں تو لابی میں چلی جائیں۔

<u>جناب سردار خان</u>: هغه زراعت والا وائی چې زه نومونه Entry کړم په پانچ سو روپئ، د پانچ چھ سو روپو زما سره ممبر شپ جوړ کړئ خو Seventy five percent او Eighty percent د غنمو کاشت شوے دے، د ډیپارټمنټ د هغه کمپنئ سره چې کوم ایګریمنټ او معاهده کیږی هغه بر وقت نه کیږی، لیټ ئے کوی، نو که تاسو په دیکښې د سبسډی څه پروګرام د حکومت له طرف نه وی نوپکار ده چې بروقت د هغې کمپنئ سره ایګریمنټ اوشی، هغه بروقت د غنمو کاشت کښې هغه خلقو ته د کهاد په هغه ریټ باندې ملاؤ شی۔ د بلدیاتو باره کښې آنریبل منسټر صاحب ناست دے، د بجټ په دې سپیچ کښې د فنانس منسټر نه د مرکزی او صوبائی منسټر نه ما واؤریدل چې یو مزدور ته به کم ازکم د میاشتې ستره هزار نه واخله د اکیس هزار روپو پورې پیسې پکار دی خو بهر پرائیویټ مونږ چې کوم کنسټرکشن کوؤ یا مزدور دیهاړی کوی هغه ته کم ازکم دا پیسې ضرور ملاویږی، پانچ چھ، سات سو روپئ دیهاړی ده خو دوئ دې په دې لږ نظر ثانی اوکړی چې د ټی ایم اے سټاف سره اضافی که Temporary کوم کسان دی، د هغه ټی ایم اے سټاف چې کومې جیکټې اغوستی وی، هغه جیکټې هغوی اغوستی دی، هغه په نالو کښې په ډیر ګندګئ کښې هغوی مزدوری کوی، د هغوی د ورځې دیهاړی 333 روپئ ده، دا لس زره روپئ د هغوی میاشت ده،

نو هغلته کښې چې د سرکار په دائره اختیار کښې هغه د میاشتې د پاره مزدور نیسی نو هغه په لس زره روپئ دی، نو کم از کم هغوی ته دې دا پیسې چې دی، هغه مختلف دی، سوات کښې، مینګوره کښې، خوازه خیله کښې۔ نور تې ایم ایز ته دې هدایات جاری شی چې کم از کم هغوی له خو هغه دیهاړی مزدوری چې ده هغه دې سیوا کړی، په لس زره روپئ څه نه کیږی۔ د محکمه جنګلات په باره کښې به زه دا اووایم چې محکمه جنګلات ته کوم فنډ فراهم کیږی، د شجر کارئ د مهم، د سونامی، نو هغه فنډ کښې چې دے نو په هغې کښې پکار ده چې شجر کاری کیږی، دې پبلک ته عوامو ته د هغې هغه ریونیو چې هغوی ته کم ازکم مالی یو مدد حاصل شی چې د هغوی کم از کم روزګار پرې روان شی چې هغوی ته زیتون او۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: *شوکت یوسفزئی صاحب! آپ کی آواز بھی کافی Loud آ رہی ہے، نہیں، بات کریں لیکن وہ خود سنیں، منسٹر صاحب کو سننے دیں۔*

<u>جناب سردار خان</u>: چې هغوی ته زیتون او د اخروټ په شکل کښې مونږه ورته وایو چې دغه هغوی ته کم ازکم دا پهلدار بوټی چې دی، هغوی ته دې نال شی نو د هغوی هغه چهوله چې ده، کم از کم د هغوی په هغې باندې روزګار فراهم کیږی۔بله ما د بی آر ټی په باره کښې لږ مخکښې بحث هم اوشو خو زما د بی آر ټی په باره کښې دا یو درخواست دے چې د بی آر ټی کوم بسونه تاسو اغستی وو د بهر دنیا نه، هغه راغلی دی، په دې مین روډونو باندې ګرځی، دا یو پروګرام شوے وو چې دا بی آر ټی جوړه شی نو په دې مین روډونو او جی ټی روډ باندې به رش کم شی، نو که هغه رش نه کمیږی، هډو کم دې نه شی خو د بی آر ټی بسونه چې دی، دا د دې پیښور نه واخله د چکدرې د سوات د Tourist د پاره دې هغوی ته اودریږی، که مری ته ځی، که د سوات غاړې ته ځی، د کالج هلکان ځی، د یونیورسټئ هلکان ځی، سیر او تفریح والا ځی نو دا بسونه پرې هم ښکلی ښکاری او خلق به ئے هم سین کوی چې دا د بی آر ټی بسونه دی، دا Tourist یو کار کوی، نو کم ازکم د دې ښار نه ئے راأوباسئ او په یو کال کښې د ننه د ننه دا بسونه به خراب کړی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Windup کړئ جی، No cross talks.

جناب سردار خان: دا د بی آر ٹی دا گاډی چې دی، دا د دې Tourists د پاره دی، د سیر او د تفریح د پاره چې کم از کم څه فاصله کېښې ځی نو ډیره ښه به وی جی-----

جناب ڈپٹی سپیکر: Windup کړئ جی۔

جناب سردار خان: بل جی، ما دا عرض کولو چې موجوده ضمنی بجټ چې دے، کم از کم زمونږه د دې اپوزیشن خو درې کاله اوشو، مونږه خو پوهه نه شو چې درې کاله اوشو خو بهر عوام کم از کم په طمع دی، څه غواړی چې پائپ به مونږ له اوشی، څه کارونه به اوشی خو افسوس دے مونږ چې درې کاله څنګه اویستل، دا یو زندگی ده، تسلسل دے، الله دې خیر کړی، آئنده ان شاءالله گورو به که مونږه الله ژوندی ساتلی وو، په تش میدان به مونږه اودریږو او ان شاءلله بیا به راځو دغه ځائې کېښې به بیا کېښینو-----

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، تھینک یو۔جناب میر کلام خان صاحب۔

جناب میر کلام خان: ډیره مننه-----

جناب ڈپٹی سپیکر: میر کلام صاحب! آپ کہیں نا۔

جناب میر کلام خان: ستا ډیره مننه چې ماته دې موقع راکړه۔ جناب سپیکر صاحب، وائی چې:

دا چې ستا په سترګو کېښې مو سترګې اچولې دی
دا مو دومره بد اوکړل چې وژنی مو

جناب سپیکر صاحب! په ضمنی بجټ باندې خبره ده خو زه بالکل په ضمنی بجټ باندې نن خبره نه کول غواړم، زه په یو منټ کېښې ستا وخت ډیر قیمتی دے، یو تاوان وی او زه صرف دا ګله نن ریکارډ کوم په دې فلور باندې، د دې صوبې د خلقو د طرف نه، د دې اسمبلئ د طرف نه، د دې خیبر پختونخوا د خلقو د اولس د طرف نه، چې په پختونخوا کېښې هغه مخکښې ورځ ډیره غټه واقعه اوشوه د عثمان خان کاکړ شهید سره، چې هغه په کوم حساب باندې شهید

شو ، ماته شرم راځی چې د دې اسمبلۍ د يو پښتون په حيثيت باندې زه دلته ممبر يم خو زمونږ صوبائی حکومت په ډير وړ سره۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میر کلام صاحب! دا تاسو په ضمنی بجټ باندې خبره اوکړئ، ضمنی بجټ باندې که خبره کوئ نو ٹھیک دہ۔

جناب میر کلام خان: زه خبره کوم په دې باندې نو پکار دا وه چې مونږ په هغې باندې يو Statement خو جاری کړے وے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔جناب تیمور سلیم خان جھگڑا صاحب۔

جناب تیمور سلیم خان(وزیر خزانہ):جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہمارے بعض ایم پی ایز جو ہیں، پہلے اپنی سیٹ پر نہیں ہوتے،ان کا نام Lapse بھی ہو جاتا ہے اور پھر ریکویسٹ کرتے ہیں،جب ریکویسٹ کرتے ہیں تو پھر بچوں جیسی حرکتیں کرتے ہیں،اسمبلی میں آئے ہیں،ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ ضمنی بجٹ ہے،اس پر بات ہونی چاہیئے،ان کا جو رویہ ہے، قابل افسوس ہے۔

وزیر خزانہ:جناب سپیکر! بالکل آپ نے کہا،یہ ابھی شوکت بھائی نے بھی کہا،آپ نے بھی کہا کہ ضمنی بجٹ پر اتنی ضروری ڈسکشن ہے، 109 ارب روپے بقول اپوزیشن کے کہ اتنے غلط لگے ہوئے ہیں، یہ تقاریر کر کے یہ کرسیاں تو خالی نہیں ہونی چاہئیں تاکہ یہ سن لیتے،انہوں اتنے اعتراضات اٹھائے ہیں،ان کا جواب تو سن لیتے۔ میں نثار گل صاحب کو داد دیتا ہوں کہ وہ واپس آئے، صاحبزادہ ثناء اللہ صاحب، میرے دوست صلاح الدین صاحب اور نثار گل صاحب نے کہا کہ میری انگریزی اچھی ہے، بہت شکریہ، میں یہ کہونگا کہ اتنی اچھی نہیں ہے،ان شاء اللہ کوشش کریں گے کہ ان کے Standard تک بھی پہنچ جائیں۔ کنڈی صاحب آ گئے، باقی ممبران بھی آ گئے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:نلوٹھا صاحب بھی بیٹھے ہیں،ان کا نام بھی لے لیں۔

وزیر خزانہ:نلوٹھا صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں،ان کا خاص شکریہ ادا کرتا ہوں اور جو بھی ٹریژری بنچز کے بیٹھے ہوئے ہیں، میرے خیال میں یہ ڈسکشن ضروری ہے۔ میرے خیال میں بہت سے جو سوالات اپوزیشن نے اٹھائے، وہ سوال ہونے تک جائز تھے، بالکل جائز تھے، وہ اس بات کی عکاسی کرتے، ہماری Budgeting کی Understanding میں کتنی Improvement کی گنجائش ہے؟ ہم یہ Process آگے لے کر جائیں گے۔ میں بہت اپوزیشن اراکین کی اس بات پر بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ

انہوں نے جو Budgeting کی جو Documentation تھی یا بجٹ کے کچھ نکات تھے، ان کی تعریف کی۔ ہم ہر سال، تھوڑا سا زیادہ Detail میں جا رہے ہیں، پہلے دو نکتے ہیں، یہ سمجھنا ضروری ہے کہ یہ جو سپلیمنٹری بجٹ ہے یہ کیا چیز ہے؟ یہ بجٹ اور Revised estimate, individual grants میں آپ نے دیکھا، اس سال Individual grants میں کوئی Sixty for grants تھیں، بجٹ اور Revised estimate میں فرق ہوتا ہے، وہ تو ہے، چونکہ اس کتاب پر بڑی محنت کی گئی ہے، اگر آپ یہ White paper نکالیں جس میں پہلی بار اتنی Detail دی گئی ہے، اگر آپ دیکھ لیں، Individually budget اور Revised میں 109 ارب بنتے تھے لیکن اگر آپ اس کا Page 10 نکالیں، Page 9، نکالیں، Page 10 پر اگر آپ دیکھیں تو بجٹ 923 ارب روپے کا تھا اور Revised 927 کا تھا، 927.4، مطلب اگر سارا بجٹ ایک Grant میں ہوتا، یہ جو Supplementary grant تھی یہ صرف 4.4 ارب روپے کی ہوتی، پہلی چیز تو یہ صرف ایک Technicality ہے کہ اس میں Individual grants میں 109 ارب روپے کا فرق ہے، Actually اگر آپ Revised budget کا کل فرق دیکھتے تو وہ 4.4 ارب روپے کا ہوتا، دوسری چیز، واقعی اگر آپ 109 ارب روپے Extra استعمال کرتے ہیں تو اس پر سوال اٹھتا ہے، ہم نے پہلی بار اس Document میں Actual figures بھی دیئے ہیں، پچھلے سال کے بھی دیئے ہیں، اس سال کے بھی دیئے ہیں، اگر آپ Actual figures دیکھیں تو Actual expenditure, actual receipts جو ہیں وہ ہم 716 ارب روپے کے Expect کر رہے ہیں، یہ Page 9 پر اگر آپ ٹوٹل ریوینو دیکھیں، Actual expenditure ہم 730.8 ارب روپے کا Expect کر رہے ہیں کہ جو پیسہ آ رہا ہے 716 ارب روپے، اس کو Fully استعمال کر رہے ہیں، 14 ارب روپے ہم Extra استعمال کر رہے ہیں لیکن اس میں 109 ارب روپے کہیں اور سے نہیں آ رہا اور Expect نہیں کر رہے ہیں، یہ اس میں زیادہ تر جو ہے یا Technicality ہے، ایک وجہ ہے کہ وہ زیادہ اس بار Supplementary grants کیوں نظر آ رہی ہیں؟ دو وجوہات ہیں، میں کچھ Individual grants پر بھی آتا ہوں، ایک وجہ تو یہ ہے کہ جیسے ہی بجٹ کی Size بڑھتی ہے، ساتھ میں Supplementary grants کی مقدار بھی بڑھتی ہے، Actually جب آپ دیکھیں تو دو Figures ہیں، 716 ارب روپے کی آمدن اور 730 ارب روپے کا Expenditure، ایک طریقے سے یہ سال کے درمیان میں Re-appropriation ہی ہے، یہ حکومت کے اس اقدام کو ثابت کر رہی

ہے کہ جو پیسہ آ رہا ہے اس کو Efficiently استعمال کر رہے ہیں۔ اپوزیشن اور میڈیا بھی کہتا ہے کہ پیسے Lapse ہوتے ہیں، پیسے کو ہم Lapse نہیں ہونے دینگے، جس Grant میں پیسے خرچ نہیں ہو رہے ہیں، وہاں سے ہم لے رہے ہیں اور جس Grant میں خرچ ہونے کی گنجائش ہے وہاں پر ہم استعمال کر رہے ہیں، Big picture ہو گئی۔ دوسری چیز، اگر آپ پچھلے تین سال کے دیکھیں تو Supplementary grants 23 ارب، 28 ارب، 56 ارب، اس سال ایک خاص وجہ یہ تھی کہ زیادہ ہوئی ہیں، ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ بہت سے چھوٹے ڈیپارٹمنٹس تھے، بلکہ بڑے ڈیپارٹمنٹس بھی تھے، جان بوجھ کر ان کا جو کرنٹ بجٹ تھا، وہ ہم نے کاٹا اور وہ اس لئے ہم نے کاٹا کہ ایک میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ Covid کے حالات یوں تھے، ہمارے پاس بہت سی Uncertainty تھی، پہلی بار جتنی بھی Lump sum میں Provision ہوتی تھی یا ان کے Let say بجلی کے بل میں ہم نے پچھلے سال کے Actual figures دیکھے، اسی پر ان کے بجٹ کو Base کیا۔ ہم نے کہا کہ اگر سپلیمنٹری بجٹ آئے بھی تو ٹھیک ہے لیکن ہمیں پہلی بار ہر ڈیپارٹمنٹ کا Actual خرچہ جو ہے وہ پتہ چل جائے گا۔ اس سے فائدہ کیا ہو گا؟ اس سے فائدہ یہ ہو گا کہ اگر یہ Exercise ایک دو سال ہوئی، جو ہمارے ڈیپارٹمنٹس ہیں، شروعات ہم منسٹرز سے ہی کرتے ہیں، ہم سب کا، اگر وہ منسٹرز ہوں، ڈیپارٹمنٹس ہوں، میڈیا ہو، Focus ڈیویلپمنٹ بجٹ پر ہوتا لیکن ہم یہ نہیں دیکھتے کہ جو اخراجات کرنٹ بجٹ سے ہوتے ہیں، اس میں بہت ضروری اخراجات ہیں کہ وہ کیا Actually ہوتے ہیں؟ اس سے فائدہ یہ ہو گا، اس بار فائدہ ہوا، میں خاص طور پر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو داد دیتا ہوں، ریلیف ڈیپارٹمنٹ کو داد دیتا ہوں، پولیس کو داد دیتا ہوں، ٹورازم اینڈ سپورٹس کو دیتا ہوں، دو تین اور تھے، جب اس بار ہم نے اس Type کی Budgeting کی تو وہ آئے، انہوں نے خود سے اپنے لئے Current side پر بھی وہ Grants مانگیں جہاں پر انہیں ضرورت تھی کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ ہم یہ سارے کاٹ رہے ہیں، ویسے ہی وہ Usual business طریقے میں 10 فیصد بڑھا کر کسی کو نہیں دے رہے ہیں، اب اس بار چار پانچ ڈیپارٹمنٹس آئے ہیں، چار پانچ منسٹرز آئے ہیں، اگلے سال چودہ اور پندرہ آ جائیں گے، اس سے اگلے سال سارے چالیس کے چالیس آ جائیں گے، پھر دو تین سال میں آپ کا سپلیمنٹری گرانٹس والا جو سسٹم ہے، وہ کم ہو جائے گا، ٹھیک ہو جائے گا لیکن Main چیز ریکارڈ پر یہ ہے کہ یہ Excess budget نہیں ہے، جیسا کہ میں کہہ رہا ہوں وہ 923 ارب روپے کے بجائے ہمارے خیال میں 716 ارب روپے کے ریونیو کے Against

ٹوٹل 730 ارب روپے وہ لگے گا۔ اس میں پانچ دس ارب روپے کا فرق ہو سکتا ہے، زیادہ نہیں ہو سکتا، کہیں سے ہم وہ 109 ارب روپے Extra نہیں لگا رہے ہیں، یہ مجھے ضرور فخر ہے، جیسا کہ ابھی مختلف مضامین میں بھی آ رہا ہے، جیسے ہم نے Pension reforms پر بھی بتایا کہ یہ پہلا صوبہ ہے، بلکہ پہلی گورنمنٹ ہے جو کہ Budgeting پر اتنا زیادہ Reforms کر رہی ہے۔ اب جو بہت سے سوالات تھے، اس میں سے کچھ میں وہ Detail بھی بتادونگا تاکہ On the record بھی آئے، میڈیا کے پاس بھی آئے، جو Detail ہوگی۔ کچھ لوگوں نے گلہ کیا کہ ان کے پاس سپلیمنٹری بجٹ کی Details نہیں تھیں، اگر آپ نے یہاں اسمبلی میں اتنا اچھا E-system لگایا ہے، اس کو دیکھیں، آج کے Detailed agenda میں List of budget documents ہے، اس میں نمبر (J) پر:

Recommendation of the Government for Supplementary grants اور پھر (k) پر budget Supplementary book 2020-21 میں ساری Details ہیں، ایک ایک لائن کی، کچھ ممبرز نے پڑھی بھی تھیں، جنہوں نے پڑھی، I think, congratulation to them، یہ ساری Detail یہاں پر ہوتی ہے اور یہ Ideal supplementary budget نہیں ہے، Ideal budget تو وہی ہے جس میں Supplementary grants کی ضرورت ہو ہی نہ ہو لیکن اس Budgeting سے ہم اس لئے دور ہیں کیونکہ ہماری Budgeting conventions ایسی ہیں کہ سپلیمنٹری بجٹ پاس کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر آپ نے پیسے کو اچھا Utilize کرنا ہے تو ہم اس Process سے جا رہے ہیں۔ اب میں کچھ بڑے جو نمبرز تھے، ان پر میں بات کرتا ہوں۔ پولیس کو زیادہ پیسے ملے، چھ ارب اس کی Supplementary grant تھی Settled districts پر، اب نوٹ کریں کہ قبائلی اضلاع میں Supplementary grant نہیں تھی، کہیں بھی نہیں تھی کیونکہ فی الحال میں یہی وہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کیونکہ وہ سارا قبائلی اضلاع کا بجٹ ہے، ایک ہی Grant میں ہے، چونکہ وہ ایک ہی Grant میں ہے، وہ Automatically وہاں پر ایک سے دوسری طرف Allocation ہو جاتی ہے، اس لئے میں نے کہا کہ جیسے پولیس میں ہم نے چھ ارب کی Grant دی جس میں Equipments, arms ammunition اور ملاکنڈ میں میرے خیال میں ہزاروں لوگ Regularize ہوئے تھے، وہ Rightly budgeted نہیں تھے، وہ ان کو جو پیسہ گیا چھ ارب، اور پولیس جو ہے ہماری ایک Stand out police ہے، اس میں مسئلے بھی ہیں، ہم سب Recognize کرتے ہیں کہ مسئلے بھی ہیں لیکن ایک Stand out police ہے، میرے خیال میں ہمارے Service

delivery کے ڈیپارٹمنٹس ہیں، تعلیم ہو، صحت ہو، پولیس ہو، ریسکیو ہو، ان پر ہمیں پیسہ لگانا چاہیئے۔ یہ جو پولیس کے چھ ارب تھے، روڈز میں 2.3 ارب کی Supplementary grant تھی، وہ زیادہ تر اس لئے تھی، مجھے خود یاد ہے کہ وہ Covid کے حالات میں ہم نے روڈ کے لئے ایم اینڈ آر میں ہی بچت کیا تھا، ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم سال کے دوران حالات دیکھ کر ایم اینڈ آر کا پیسہ دیں گے، ماشاء اللہ جس طریقے سے پرائم منسٹر صاحب کی لیڈر شپ کے نیچے اس پورے ملک نے Covid کا مقابلہ کیا، وہ حالات نہیں آئے جو Worst case میں ہو سکتے تھے، ہم نے روڈ میں میرے خیال میں Normal allocation سے زیادہ ایم اینڈ آر کے پیسے بھی لگائے، ریکارڈ اے ڈی پی بھی لگائی، یہ جو Supplementary grant ہے، یہ زیادہ تر اس ایم اینڈ آر کی وجہ سے آ رہی ہے۔ جناب سپیکر! ایگریکلچر میں تقریباً 1.1 ارب روپے لگے ہیں، اس میں Locust ایک ورلڈ بینک کا ایک پروگرام تھا، Fertilizer subsidy یہاں پر جو ہے وہ پیسے آئے اور یہ سارے، Mid year میں سمری Approve ہوئی تھی، اس لئے یہاں پر پیسے لگے۔ جناب سپیکر! اگر آگے جاتے ہیں، میں صرف یہ مثالیں دے رہا ہوں، Detail میں وہ بات کر سکتے ہیں، سبسڈی پر کافی لوگوں نے بات کی کہ نو ارب کی سبسڈی کیوں؟ میرے خیال میں یہ ایک ایسا کام ہے جس پر اپوزیشن کو داد دینی چاہیئے، آپ کو پتہ ہے کہ Last year پورے جو ملک میں گندم کی وجہ سے جو آٹے کی Shortage تھی، Prices بڑھ رہی تھیں، ہم نے ایک فیصلہ کیا فوڈ سبسڈی کی مد میں ہمیشہ 2.9 ارب روپے جو بجٹ کے ہوتے ہیں، چونکہ ہمیں Prices control کرنی تھیں، بہت حد تک وہ کنٹرول کی تاکہ غریب تک 860 روپے کا آٹا وہ پہنچ سکے، ہم نے Decide کیا کہ جتنی بھی سبسڈی دینی پڑی وہ ہم دیں گے، مارکیٹ کو Stabilize کرنے کے لئے اور جو نو ارب روپے سبسڈی میں ہیں، اس مد میں Supplementary grant دی گئی ہے۔ اس کے بعد میں آؤں District non-salary پر، یہ ایک Technicality دو تین Cost ہے، جس میں LPR جس میں Leave encashment، یہ بچت ہوئی تھی، District salary میں پھر ہم نے Rightly change کی Consistency کے لئے، Non-salary میں جو پانچ ارب Extra spend ہوئے ہیں، یہ Salary grant میں کم Spend ہوئے، اس کی Financial implication جو ہے وہ Zero ہے، زیادہ تر اسی طرح ایلیمنٹری ایجوکیشن میں ہم نے جو کٹ لگائے تھے، اس میں Again یہ میں ضرور کہوں گا کہ یہ بہتر Budgeting کی وجہ سے اگر ڈیپارٹمنٹ تھوڑا

ساکرتا تو اس کی ضرورت نہ پڑتی لیکن ہمارا Bottom up budgeting process تھا تو جو Safe
ہے، ایلیمنٹری اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی Grant کٹ ہو گئی تھی، ہم نے بجٹ کے بعد بحال کی،
جو ایک ارب روپیہ وہاں پر نظر آ رہا ہے وہ اس مد میں نظر آ رہا ہے۔ ایک جو بڑی لائن ہے، اگر آپ
Charge expenditure میں دیکھیں، 45ارب کا وہ ہے Debt servicing loan from
Federal government، اچھا یہ بھی کوئی Loan نہیں ہے لیکن جیسا کہ میں نے بار بار کہا کہ اس
پچھلے سال میں جن Challenging جن مشکل حالات میں یہ گورنمنٹ چیف منسٹر محمود خان صاحب
کی لیڈرشپ کے نیچے ایک ایسا ایجنڈا فنانشل مینجمنٹ کا ہے، کسی کو احساس نہیں ہوا کہ پیسوں کی کمی تھی، ہم
نے اپنے Cash balance کو نہ صرف Day to day دیکھا بلکہ پورے سال کی Forecast بناتے
ہیں، ہمیں پتہ تھا، ہر مہینے FBR سے کتنا پیسہ آ رہا ہے، ہم نے جو محنت کی، NHP کے تین ارب ماہانہ
آتے رہے، اس کی کیا وجہ تھی؟ اس کی وجہ یہی تھی کہ اگر ہمیں Confidence ہو کہ ہر مہینے پیسہ آئے گا
تو ہم اپنا Account one overdraft میں بھی لے جا سکتے کیونکہ آگے تو پیسہ آئے گا، ہماری ایک
Technical overdraft limit ہے، Minus twenty seven billion کی، اگر ہم اس کے
بجائے چھ مہینے پیسے Release ہی نہ کریں، اس کے بجائے صوبے کی معیشت تباہ ہو، ہم اپنی ساری
Limit استعمال کرتے جائیں تو صوبے کی معیشت بھی چلے گی، Development spending بھی
Full ہو گی، تنخواہیں بھی On time ملیں گی، کسی کو محسوس نہیں ہو گا لیکن یہ بہتر فنانشل مینجمنٹ ہے،
اس کے لئے مختلف ٹائم پر جب ہمارا Account on کا Balance negative میں گیا، وہ ایک طرف
کو Reflect ہوتا ہے، یہ ہماری Grant ہے، Debt servicing یہاں پر، لیکن جیسے ہی ہمارا
Account کا Balance Positive ہوتا ہے تو Automatically وہ پیسہ فیڈرل گورنمنٹ کے
Account میں واپس چلا جاتا ہے، اس کا بھی Net impact zero ہے، یہ بھی 45ارب روپے آپ
Basically یہ 109ارب روپے سے نکال دیتے ہیں۔ اس کے بعد جو باقی، Grant No. 50 کے بعد
Development, rural and urban development, Public Health Engineering, Education and Training, Heath, Irrigation,
Construction of Roads, Highways, Special Program, NMAs, یہ ساری
Development grants ہیں اور ڈیویلپمنٹ Development utilization maximize
کرنے کے لئے پچھلے چار پانچ سالوں میں جو پراونشل ڈیویلپمنٹ بجٹ ہے، وہ نوے فیصد سے زیادہ استعمال

ہوا ہے، ان شاء اللہ اس سال بھی ہوگا۔ میرے خیال میں 104 ارب کا تھا، ہم نے 118 ارب کی Releases کیں، میرے خیال میں اس میں تقریباً پچانوے سے سو ارب تک کی Spending ان شاء اللہ ہو جائیگی لیکن یہ ایک سیکٹر سے دوسرے سیکٹر میں صرف Re-appropriation ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا، سارے ملا کر ہمارے خیال میں پچھلے سال میں یہ Record expenditure ہوگا، کوئی 730 ارب روپے کا، اور ایک ایک پیسہ جو ہمیں Available تھا بلکہ اس سے دس اور پندرہ ارب روپے شاید زیادہ ہم نے Release کئے ہیں تاکہ وہ Spend ہوں، Spending maximize ہو، جو Construction industries کو فائدہ ہو، جو بندہ دیہاڑی کرتا ہے، مزدوری کرتا ہے، اس کو فائدہ ہو، Service delivery بنے، خامیاں اس میں ابھی بھی بہت سی ہوں گی لیکن یہ سپلیمنٹری بجٹ کی جو Spirit ہے، ختم کرنے سے پہلے میں دو تین چیزیں صرف Extra add کروں گا، ایک عنایت صاحب نے شروع میں بات کی، جون میں Releases کی، جون میں پیسہ خرچ ہو جاتا ہے، ہم نے ایک انقلابی قدم لے لیا ہے، اس سال ہم جب یکم جولائی کو یہ سارا پیسہ Release کر دیں گے، یعنی Authorization to spend دے دیں گے، مجھے امید ہے کہ اس کے بعد یہ جو Spending ہے، یہ آپ دیکھ لیں، ہمارا پراونشل ڈیویلپمنٹ بجٹ 150 ارب کا ہے، ماہوار کوئی 12.5 ارب روپے کی Spending بنتی ہے، یہ ابھی ڈیپارٹمنٹس پر ہے اور وہ بیٹھے ہوئے ہیں، پولیس بھی بیٹھی ہوئی ہے، باقی ڈیپارٹمنٹس بھی بیٹھے ہوئے ہیں، میرے خیال میں جو پیسہ پہلا استعمال کر دے گا، ہم ان کو باقی ڈیپارٹمنٹس سے مزید بھی Re-appropriate کر دیں گے، ان شاء اللہ کوشش یہ ہوگی کہ اگلے جون میں پینتیس اور چالیس ارب روپے کے بجائے پندرہ اور بیس ارب روپیہ Spend کرنا ہوگا۔ انہوں نے Rightly کہا کہ کنٹریکٹرز کو پھر ایڈوانس دے دیئے جاتے ہیں، پھر اس پر کام ہوتا ہے یا نہیں ہوتا، اس کا کنٹرول گورنمنٹ میں نہیں ہوتا، ان شاء اللہ یہ اس سال کم ہوگا، اگلے سال وہ ختم ہو جائے گا۔ انہوں نے PFM Act کی بات کی، ہمیں ایک پبلک فنانشل مینجمنٹ ایکٹ لانا چاہیئے، بالکل میں نے Last year کہا تھا کہ یہ چھ مہینے میں ہم لے آئیں گے، تاخیر تھوڑی ضرور ہوئی، وہ اس لئے ہوئی کیونکہ یہ Covid کی Unprecedented وباء تھی جس کی وجہ سے بہت سے ہمارے Reforms میں Back foot پر جانا پڑا لیکن اس کا ڈرافٹ تیار ہے، اس ڈرافٹ پر ایک نہیں کوئی تین Sittings ہم کر چکے ہیں، ہم فنانشل مینجمنٹ Improve کرنے کے لئے ایک نہیں بلکہ تین یا چار ایکٹ لائیں گے، پبلک فنانشل مینجمنٹ ایکٹ

ان شاء اللہ اس سال کے اندر ہی آ جائے گا، اس پر ڈیبیٹ کریں گے، آپ کی فنانشل مینجمنٹ کو بالکل وہ ٹھیک کر دے گا۔ Debt Management Act میں نے پہلے بھی کہا کہ قبضہ لینا انتہائی ضروری ہے، ہر گورنمنٹ کے لئے اس کی مینجمنٹ بھی Legal frame work کے نیچے ہونی چاہیئے۔ تیسرا جو ماشاء اللہ اتنی اچھی ہم نے Revenue performance دکھائی ہے، تیس سے پچاس ارب روپے، بلکہ ترپن ارب روپے پر گئے ہیں، ان شاء اللہ اس سال یہ پچھتر ارب روپے کے ٹارگٹ کو بھی وہ Reach کر کے دکھائیں گے۔ KPPRA جو 2013ء کے فنانس ایکٹ، فنانس بل کے Through بنا ہے، اس کا بھی اپنا ایکٹ آئے گا، Sales tax on services کا بھی اپنا ایکٹ آئے گا، ان شاء اللہ یہ سارے جو Acts ہیں وہ بھی لائیں گے، Procurement بہتر کرنے کے لئے KPPRA جو Procurement Regulatory Authority ہے، جو Procurement frame work ہے، اس کا ایکٹ بھی ہم Change کریں گے۔ اچھا جی، خوشدل خان صاحب اور نلوٹھا صاحب نے بھی E-tendering پر بات کی، یہ جو KPPRA Act آئے گا، اس سے بالکل E-tendering کا نظام بھی بہتر ہو گا، بہت سی جگہیں ایسی ہیں، ہم اکثر یہ چھوٹے کنٹریکٹس کو دیکھتے ہیں جن کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ جناب سپیکر! آپ نے خود بھی دیکھا ہوگا، ایک ایک گاؤں میں تین تین، چار چار جو علیٰحدہ ٹینڈرز ہوتے ہیں، اگر یہ Consolidate ہو جائیں، اس میں Rank seeking بھی کم ہو گی، Pricing پر بھی اثر پڑے گا، صرف یہ نہیں ہے ہم نے Procurement میں پورا کام کیا، آپ سوچیں جب ہم گاڑیاں لیتے ہیں، ہم کمپیوٹر لیتے ہیں، گاڑیوں کی Servicing ہوتی ہے، کوئی پورے پاکستان میں کہیں پر Frame work contract نہیں ہے، یہ آپ دیکھ لیں کہ آپ کے پاس چار پانچ ہی گاڑیوں کی بڑی کمپنیاں ہیں، آپ کو پانچ چھ قسم کی گاڑیاں چاہئیں، اب ہمیں چاہیئے کہ Frame work contract بنائیں، ہمیں کتنی کی ٹویوٹا گاڑی دیتا ہے، سوزوکی کتنی کی دیتا ہے، ہنڈا کتنی کی دیتا ہے، اس میں Sales or services بھی Include ہو، یہ سارے بڑے اور چھوٹے آئٹمز جو ہے، ان کی Contracting centralize ہو جائیگی، جو بھی ڈیپارٹمنٹ لے گا تو پھر وہ ایک Fixed rate پر لے گا، گورنمنٹ کو ان شاء اللہ اس Type اقدامات سے سال میں میرے اندازے کے مطابق چار پانچ ارب روپے بچیں گے، اس پر بھی کام کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! کنڈی صاحب، ہمیشہ شاعری بھی بڑی زبردست کرتے ہیں، اس کے ساتھ Argument بھی بڑی زبردست کرتے ہیں، مجھے پتہ ہے کہ ان کے دل میں خیبر پختونخوا کے

لئے اور پورے پاکستان کے لئے بڑا درد ہے، انہوں نے یہ کہا کہ وہ BRT پر پیسے، اس طریقے سے قرضے سے نہیں، وہ بحث تو چلتی رہے گی، میرے خیال میں ایک زبردست منصوبہ تھا، آپ کی پچھلی گورنمنٹ کو کریڈٹ جاتا ہے کہ آپ نے پشاور پر تاریخ میں پہلی بار ستر (70) ارب روپے لگائے، پشاور کو ایک ایسا Transport network دیا جو کہ ایشیاء میں کم ملکوں میں ہوگا۔ ویسے مزے کی بات یہ ہے کہ سندھ میں ایک Yellow line ہے، ایک Orange line ہے، ایک Green line ہے، یہ سارے BRTs ہیں، میرے خیال میں قرضوں سے بن رہے ہیں یا فیڈرل گورنمنٹ کی یا سندھ گورنمنٹ کے Issues ہیں، کچھ بھی بن نہیں رہا ہے، اس میں جو Red line ہے وہ ایشین ڈیویلپمنٹ بینک کے قرضے سے بن رہا ہے، اس Terms پر ہی یہ بن رہا ہے جیسے خیبر پختونخوا نے بنایا، میرے خیال میں بلاول سے بات کریں، یہ جو اتنا برا منصوبہ تھا ان کے مطابق جس کے لئے یہ قرضہ لینا اتنا غلط تھا تو وہ وہاں سندھ میں روک دیں لیکن میں تو یہ کہوں گا کہ وہاں پر پشتون کراچی میں جتنے ہیں، وہ پورے پاکستان کا ہے، پشتونوں کا خاص شہر ہے کیونکہ جتنے پشتون کراچی میں رہتے ہیں شاید پوری دنیا میں کہیں نہیں رہتے، یہاں پر ہم نے پشتونوں کے لئے دے دیا ہے، میں نے کراچی میں Transport network ورک کا حال دیکھا، کسی نے اس دن Twitter پر کہا تھا کہ کراچی کو Heritage transport city declare کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ بسیں سو سو سال پرانی ہیں، میرے خیال میں وہاں بھی بننا چاہیئے، یہاں پر اگر بنا، کوئی اگر Improvement ہے تو وہ ہم کر دیتے ہیں لیکن اس کو بھی وہ نہیں بنانا چاہتے۔ خوشدل خان صاحب نے Excess budget کی بات کی، سپلیمنٹری بجٹ کی بات کی، ایک ایک آئٹم اسمبلی کے سامنے لایا جانا چاہیئے، میں نے کہا ہے کہ ہم آگے بھی دیکھ سکتے ہیں، Supplementary expenditure کو یا Excess expenditure تو ہوا نہیں، Excess تو تب ہوتا جب 923 ارب روپے کو Actual expenditure وہ زیادہ ہوتا لیکن اس پر بھی بات ہو سکتی ہے، اسمبلی آگے Expenditure میں کس Type کا Role ادا کرتی ہے لیکن خوشدل خان صاحب خود جناب سپیکر، آپ کی کرسی پر کئی بار بیٹھ چکے ہیں، میرے ساتھ شوکت یوسفزئی بیٹھے تھے، وہ کہہ رہے ہیں کہ میں آٹھ سال سے ایم پی اے رہا ہوں، 1988 سے میں اسمبلی کو Cover کر رہا ہوں، طریقہ تو یہی تھا، مجھے تو تین سال ہوئے ہیں، اگر یہ کرنا تھا تو خوشدل خان صاحب 2008ء سے آج تک ان کے پاس کوئی تیرہ سال تھے یہ Change کرنے کو، انہیں آج خیال آیا، ہم ان کے ساتھ وہ بات کر لیں گے۔ بہت سے لوگوں نے بات کی، میں Individually،

بہت سے حلقوں کی بات ہوئی، ان کو میں وہ Respond نہیں کروں گا لیکن Family pension میں ضرور بات کریں گے، مسز ثوبیہ نے یہ سوال اٹھایا کہ اگر پنشن میں اتنا Reform ہوا تھا، وہ 63 سال کی Age بڑھی تھی تو پھر پنشن میں Excess expenditure کیوں؟ ایک تو تھوڑا سا Excess expenditure تھا، میرے خیال میں چند کروڑ کا تھا جبکہ پنشن کی Total amount جو تھی وہ 83 یا 84 ارب تھی، پنشن میں 164 ملین یعنی 16 کروڑ کا Excess expenditure تھا، یہ تو پوری Amount کا کوئی ایک پرسنٹ بھی نہیں بنتا، ایک دو پرسنٹ بنتا ہے۔ جناب سپیکر! ایک جو 63 سال والی جو Legislation تھی وہ کورٹ نے Stay کی تھی، لوگ بھی ریٹائر ہو رہے تھے، دوسری یہ اس چیز کی عکاسی کرتا ہے جو میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ پنشن اس صوبے کا بلکہ اس ملک کا سب سے بڑا Financial challenge ہے، مجھے فخر ہے کہ یہ پورے پاکستان میں پہلی گورنمنٹ ہے جو اس کو Tackle کر رہی ہے، یہ تو صرف اس پرابلم کو Highlight کرتا ہے کہ اتنے Steps لے کر بھی، ہم اگر Steps نہ لیتے تو پنشن کا اس سال Already 110 ارب روپیہ ہوتا، ہمارے خیال میں 92 ارب روپیہ ہو جائے گا، اس Type کے ایشو پر ہمیں مل کے کام کرنا ہوگا۔ میں End میں یہی کہتا ہوں کہ اگر اچھا Reform ہو اور Sustained ہو، اس کا فائدہ بہت آگے جاتا ہے، یہ سو ارب روپے جو ہم پنشن کے لئے اس سال دیں گے یہ سارے آپ کے حلقوں میں استعمال ہو سکتے تھے، Government employees کی تنخواہیں بڑھانے میں استعمال ہو سکتے تھے، Service delivery جو ہسپتالوں کے گلے آتی ہے، سکولوں کی آتے ہیں، ان پر استعمال ہو سکتے۔ اگر Legislation 2003-04 میں ہوئی، جس میں Contributory pension کا کریڈٹ ایم ایم اے گورنمنٹ کو جاتا ہے لیکن انہوں نے Legislation کر کے اس پر ایکشن نہیں لیا، اے این پی کی گورنمنٹ نے پانچ سال اس پر ایکشن نہیں لیا، 2011-12ء میں وہ قانون Rescind کر دیا، Contributory pension پر اگر تین چار سے ہوتا، یہ سارا جو پنشن کا نظام ہے، اس وقت انڈیا نے کیا، اس وقت خیبر پختونخوا نے کیا، آج سو ارب روپے میں ایک روپے کی بھی ضرورت نہ پڑتی کہ وہ خزانے سے جائے، یہ سارا Sale funded ہوتا، تو یہ ہم As a House بڑے مسئلوں کو Tackle نہیں کرتے، Detail میں نہیں جاتے، ہم فیصلے لیتے ہیں، ان پر عمل نہیں کرتے لیکن جناب سپیکر، میں آپ کو End میں Assure کرتا ہوں، یہ حکومت ایکشن لینے والی حکومت ہے، ہم نے اس بجٹ میں بھی ثابت کیا، پچھلے سال میں بھی ثابت کیا، پچھلے آٹھ سالوں میں بھی

ثابت کیا، جس کی وجہ سے تقریباً تمام Social indicators پر یہ غریب صوبہ باقی پاکستان سے آگے ہے، ان شاء اللہ سپلیمنٹری بجٹ 109 ارب روپے کا ہوگا لیکن اس سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ اس کی Justification آپ کو آج فنانس منسٹر نے دے دی ہے، اس سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ایک ہزار 118 ارب روپے کا بجٹ ہے، یہ ان شاء اللہ Record development ہے، Record investment اس صوبے میں کرے گا، جیسا کہ میں بار بار کہتا ہوں اس پر کل بھی ان شاء اللہ کٹ موشنز ہیں اور Grants کی Approval ہے، اس پر ڈیبیٹ بھی ہوگی، یہ صوبہ جیسے اس نے یہ پچھلے آٹھ سال سے کیا ہے، ان شاء اللہ پورے پاکستان کو آگے ترقی کا راستہ دکھائے گا، پرائم منسٹر عمران خان کے Vision کو اور نئے پاکستان کو سب سے پہلے ہم مانتے ہیں، ہم پر لازم ہے کہ اگر پاکستان ایک ریٹ سے ترقی کر رہا ہے، یہ صوبہ چھوٹا ضرور ہو لیکن اپنی Ambition میں، اپنی کارکردگی میں ہمارا Aim یہ ہو کہ ہم سب سے آگے رہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

(تالیاں)

Mr. Deputy Speaker: Thank you. The sitting is adjourned till 1:00 pm, Tuesday, 29th June, 2021.

(اجلاس بروز منگل مورخہ 29 جون 2021ء بعد از دوپہر ایک بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)